مختصر

احکامِ حج و عمرہ

اور مسائلِ عیدین و قربانی



تالیف فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

مکتبہ کتاب و سنّت ریحان چیمہ ڈسکہ

مختصر

احکامِ حج و عُمرہ

اور مسائلِ عیدین و قربانی

تالیف

فضیلۃ الشیخ مولانا مُحمّد مُنیر قمر حفظہ اللہ

www.mohammedmunirqamar.com

مکتبہ کتاب و سُنّت ریحان چیمہ ڈسکہ

مختصر احکامِ حج و عُمرہ

اور مسائلِ عیدین و قربانی

تالیف

فضیلۃ الشیخ مولانا محمد منیر قمر حفظہ اللہ

بیت السلام پرنٹنگ پریس
غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
Cell: +92-321-7351350

مکتبہ کتاب و سُنّت ریحان چیمہ ۔ ڈسکہ

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

اِنَّ الۡحَمۡدَ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ، وَنَسۡتَعِیۡنُہٗ، وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ، وَ نَعُوۡذُ بِا للّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ أَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَیِّئَاتِ أَعۡمَا لِنَا، مِنۡ یَّھۡدِہٖ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَ مَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشۡھَدُ اَنۡ لَّا إِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡكَ لَہٗ، وَ اَشۡھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ۔ اَمَّا بَعۡدُ:

قارئینِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حج وعمرہ اور قربانی کے موضوع پر ہم نے پہلے ''سوئے حرم'' کے نام سے ایک پروگرام ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین سے پیش کیا اور پھر شارجہ ٹی وی سے۔ اور بعد میں انھیں الگ الگ مفصّل کتابوں کی شکل میں بھی مرتّب کر کے شائع کر دیا۔ وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ.

اب ہم ’’حج وعمرہ اورقربانی وعیدین‘‘ کے تفصیلی مسائل و احکام کو بہت ہی مختصر انداز سے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔امید ہے کہ ضروری مسائل اس مختصر انداز میں آپ کے لیے باعثِ استفادہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالے کو شرفِ قبولیت سے نوازے، اور ہمارے لیے، ہمارے فاضل ساتھی حافظ عبدالرؤف (کویت) جن کی ’’سوئے حرم‘‘ پر تخریج ہے،جس سے ہم نے اِس میں بھی استفادہ کیا ہے، ان کے لیے اور ہمارے معاون تمام دوست واحباب کے لیے دنیا وآخرت کی نجاح وفلاح کا ذریعہ بنائے۔آمین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابوعدنان محمدمنیرقمرنواب الدین

۱۴/ذوالحج ۱۴۲۲ھ = ۲۶/فروری ۲۰۰۲ء

ترجمان سپریم کورٹ، الخبر ۔31952 وداعیہ متعاون، مراکز دعوت وارشادالخبر ،الدمام، الظہران (سعودی عرب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکامِ حج وعمرہ

فضائل و برکاتِ حج وعمرہ:

[1] نماز و روزہ صرف بدنی عبادات ہیں اور زکات صرف مالی، جبکہ حج وعمرہ، مالی وبدنی، ہرقسم کی عبادات کا مجموعہ ہے۔

[2] اسلام کے پانچ ارکان میں سے حج ایک اہم رکن ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[3] ایمان و جہاد کے بعد حجِ مبرور ومقبول افضل ترین عمل ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[4] دورانِ حج اگر کسی سے کوئی شہوانی فعل اور کسی گناہ کا ارتکاب نہ ہو تو حاجی گناہوں سے یوں پاک ہو کر لوٹتا ہے جیسے وہ آج ہی پیدا ہوا ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[5] حجِ مبرور کی جزا جنت ہے۔(صحیح بخاری و مسلم)

[6] حج عورتوں کا جہاد ہے۔ (صحیح بخاری) جس میں کوئی قتال و جنگ بھی نہیں۔(مسند أحمد، ابن ماجه، ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي، ابن أبي شيبة) عورتوں کی طرح ہی بوڑھوں اور ضعیفوں کا جہاد بھی حج و عمرہ ہے۔(أحمد، نسائي، بيهقي، عبدالرزاق، أبو يعلىٰ، طيالسي، ابن أبي شيبة)

[7] حج و عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہوتے ہیں۔

(نسائي، ابن خزيمة، ابن حبان، بيهقي، مستدرك حاكم)

[8] حاجی کی زندگی قابلِ رشک اور وفات قابلِ فخر ہوتی ہے کہ اگر وہ حالتِ احرام میں فوت ہوجائے تو قیامت کے

دن ”لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ“ پکارتا ہوا اٹھایا جائے گا۔
(بخاري ومسلم)

[9] رمضان میں کیے گئے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے۔(صحیح بخاري و مسلم)

[10] ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے گناہوں کا کفّارہ ہے۔(صحیح بخاري و مسلم)

فرضیتِ حج اور تارک کے لیے وعید:

[11] ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [آل عمران: ٩٧]

”اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق (فرض) ہے کہ جو اس کے گھر (بیت اللہ شریف) تک پہنچنے کی استطاعت

رکھتے ہوں وہ اس کا حج کریں اور جو کوئی اس کے حکم
کی پیروی سے انکار کرے، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں
سے بے نیاز ہے۔''

نبی مکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔ ایک صحابی (اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول ! کیا ہر سال حج کریں؟ انھوں نے تین بار یہ سوال دہرایا اور نبی ﷺ خاموش رہے۔ بالآخر آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا، تو تم پر ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ پاتے۔ (صحيح بخاري و مسلم)

حج ایک مرتبہ فرض ہے، اس کے بعد جتنی مرتبہ کریں، وہ نفل ہے۔ (أبو داود، نسائي، ابن ماجه، دارمي، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، ابن أبي شيبة)

[12] حج کی استطاعت اور مالی و بدنی طاقت حاصل

ہوجائے تو اس کی ادائیگی میں جلدی کرنا ضروری ہے۔
(مسند أحمد، أبو داود، ابن ماجه، بيهقي، معجم طبراني كبير، دارمي، مستدرك حاكم)

[13] اگر توفیق ہو تو پانچ سال میں ایک مرتبہ حج کر لینا چاہیے۔ (ابن حبان، بيهقي، مصنف عبدالرزاق، مسند أبو يعلىٰ، معجم طبراني أوسط)

[14] استطاعت حاصل ہوجانے کے باوجود مشاغلِ دنیا میں مصروف رہے اور اسی حالت میں حج کیے بغیر ہی موت آ جائے تو ایسے شخص کے بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا جی چاہتا ہے کہ طاقت کے باوجود جن لوگوں نے حج نہیں کیا، میں ان پر غیر مسلموں سے لیا جانے والا ٹیکس (جزیہ) نافذ کردوں۔ اللہ کی قسم! وہ مسلمان نہیں ہیں۔(سنن سعيد بن منصور، اخبار مكه فاكهي، شرح الاعتقاد لالكائي)

مفہومِ استطاعت:

[15] استطاعت کے مفہوم میں زادِ راہ [البقرة: ١٩٧] **اور سواری (یا اس کے اخراجات) شامل ہیں۔** (ترمذي، ابن ماجه، دارقطني، بيهقي، ابن أبي شيبة، شرح السنه بغوي)

[16] اسی طرح اہلِ علم نے راستوں کے پرامن ہونے کی شرط بھی عائد کی ہے۔ (الفتح الرباني ترتيب وشرح مسند أحمد الشيباني: ١١/ ١٤٢۔ ١٤٣)

عورتوں کے لیے ساتھ ہی کسی محرم کا ہونا بھی شرط ہے، جو حج اور کسی بھی سفر (بخاري ومسلم) **خصوصاً ایک دن اور ایک رات** (صحيح بخاري و مسلم) **یا زیادہ سے زیادہ تین دنوں اور تین راتوں کے ہر سفر کے لیے شرط ہے۔** (صحيح مسلم)

[17] استطاعت کے مفہوم میں ہی جسمانی استطاعت بھی شامل ہے۔ اگر کوئی شخص پیدل تو کیا، سواری پر بھی نہ بیٹھا

رہ سکتا ہو تو اس کا حج کے سفر پر نکلنا واجب نہیں۔

(صحيح بخاري و مسلم)

حجِ بدل:

[18] ایسا بوڑھا یا بیمار شخص اپنی طرف سے کسی کو حجِ بدل کروا دے۔(صحيح بخاري و مسلم)

[19] حجِ بدل عورت، مرد کی طرف سے (صحيح بخاري و مسلم) مرد، عورت کی طرف سے (صحيح بخاري و مسلم) عورت، عورت کی طرف سے (صحيح بخاري و مسلم) اور مرد مرد کی طرف سے کر سکتے ہیں۔

(أبو داود، ابن ماجه، صحيح ابن حبان، صحيح ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي، مسند أبو يعلى [1]، معجم طبراني صغير)

[20] حجِ بدل کرنے والے کے لیے شرط ہے کہ وہ پہلے اپنی طرف سے فریضۂ حج ادا کر چکا ہو۔

(أبو داود، ابن ماجه، ابن حبان، ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي، ابو يعلى [1]، معجم طبراني صغير)

سفرِ حج وعمرہ پر روانگی:

[21] تقویٰ وپرہیز گاری کو اختیار کریں کہ یہی بہترین زادِراہ ہے۔[البقرة: ۱۹۷]

[22] پورے سفرِ حج کے دوران میں بیہودہ وشہوانی افعال واقوال،لڑائی جھگڑے اور فسق وفجور سے بچیں۔
(البقرة: ۱۹۷ و صحيح بخاري و مسلم)

[23] روانگی سے قبل خلوصِ نیّت سے سابقہ تمام گناہوں سے توبہ کرلیں۔[النور: ۳۱]

اس طرح سابقہ تمام گناہوں سے پلّہ پاک ہوجائے گا۔
(ابن ماجه، معجم طبراني كبير)

[24] اگرآپ کے ذمے کسی کا کوئی حق یا امانت ہوتو وہ ادا کردیں یا لکھ جائیں۔[النسآء: ۵۸]

[25] خلوص وللّٰہیت اختیار کریں کہ یہ قبولیتِ عمل کی

ایک شرط ہے۔[البیّنة: ٥]

[26] مالِ حلال سے حج وعمرہ کریں، ورنہ اللہ کے یہاں قبولیّت ناممکن ہے۔

(البقرة: ١٧٢، المؤمنون: ٥١ و صحيح مسلم)

[27] سفرِ حج وعمرہ کے دوران میں خصوصاً اور عام حالات میں عموماً ممنوع زیب وزینت مثلاً داڑھی منڈوانا (صحيح بخاري و مسلم) اور مردوں کا سونے (کی انگوٹھی یا چین وغیرہ) کا استعمال کرنا حرام وفسق ہے۔(صحيح بخاري و مسلم)

[28] زندگی بھر عموماً اور سفرِ حج وعمرہ میں خصوصاً اعمال کے برباد کردینے والے شرک[الأنعام: ٩٨، الزمر: ٦٥] اور فتنہ و دردناک عذاب کا باعث بننے اور جہنم لے جانے والی بدعات (سورة النور: ٦٣ و صحيح مسلم) کی تمام آلائشوں سے اپنے آپ کو پاک رکھیں۔

[29] **سفرِ حج وعمرہ پر کسی بھی دن نکل سکتے ہیں، البتہ مسنون ومستحب دن، جمعرات** (صحيح بخاري و مسلم) **اور صبح کا وقت** (أبو داود، ترمذي، ابن ماجه، دارمي، بيهقي، ابن أبي شيبة، مسند أحمد) **یا پھر کم از کم دوپہر وزوالِ آفتاب کا وقت ہے۔**(صحيح بخاري و مسلم)

[30] **کسی موحّد، متّبع سنت اور با اخلاق انسان کو اپنا رفیقِ سفر بنالینا چاہیے۔**(صحيح بخاري و مسلم)

[31] **آغازِ سفر پر گھر میں دو رکعتیں پڑھنے کا صحیح احادیث سے ثبوت نہیں ملتا۔ ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر وغیرہ والی مرفوع حدیث ضعیف ہے۔**

(سوئے حرم از مؤلف، تخریج: حافظ عبدالرؤف، ص: ۱۱۰۔۱۱۲)

البتہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما والا موقوف اثر سنداً صحیح ہے، جس میں ان کا سفر پر نکلنے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں

پڑھنا **ثابت ہے**۔(ابن أبي شيبة و حوالۂ سابقه) **البتہ** سفر سے **واپسی پر نبی ﷺ کا مسجد میں دو رکعتیں پڑھ کر گھر میں داخل** ہونا **ثابت ہے**۔(صحيح بخاري و مسلم)

[32] سفر سے **واپس** آ کر گھر **میں دن کے وقت یا** سرِ شام **داخل** ہونا **چاہیے**۔(صحيح بخاري و مسلم)

طویل سفر سے **واپسی پر اطلاع کیے بغیر رات کو اپنے گھر** آنے سے **بھی نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے**۔(بخاري و مسلم) **اس میں بہت سی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں**۔

(فتح الباري: ۹/ ۳۳۹۔ ۳٤۱)

[33] گھر سے **نکلتے وقت یہ دعا کریں**:

((بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ))

(أبو داود، ترمذي، عمل اليوم والليله نسائي)

”اللہ کا نام لے کر اور اس پر توکّل کر کے (گھر سے نکل رہا ہوں) اور اس کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی ہمّت ہے، نہ برائی سے بچنے کی طاقت۔“

[34] مسافر کو الوداع کرنے والے یہ کہیں:

((اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ)) (حواله جات سابقه و ابن ماجه)

”میں تیرے دین وامانت اور خاتمۂ عمل کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔“

[35] مسافر جوابی دعا یوں کرے:

((اَسْتَوْدِعُكُمُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا تَضِيْعُ وَدَائِعُهٗ))

(ابن ماجه، مسند أحمد، عمل اليوم والليلة نسائی و ابن السني)

”میں آپ سب کو اس ذاتِ الٰہی کے سپرد کرتا ہوں، جس کے سپرد کی گئی کوئی چیز ضائع نہیں ہوتی۔“

[36] سواری پر بیٹھتے وقت یہ دعا کریں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ))

(سورۃ الزخرف: ۱۳۔ ۱۴، صحیح مسلم)

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخّر کیا، ورنہ ہم میں اس کی طاقت نہ تھی اور ہم سب اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

[37] محض زیادہ ثواب کی نیّت سے طویل سفر پیدل کر کے حج وعمرہ کرنے کے لیے مکہ مکرمہ جانا بعض وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔ سواری اللہ کی نعمت ہے۔ استطاعت ہو تو اسے

استعمال کر لینا چاہیے۔ یہی افضل ہے۔
(فقه السنة: ١/ ٦٤٠، فتح الباري ٤/ ٦٩، ٧٩۔ ٨٠، ١١/ ٥٨٨۔ ٥٨٩)

یہی نبی ﷺ کا حکم ہے۔ (صحيحين سنن اربعه، ابن خزيمة، بيهقي، طبراني أوسط)

مواقیتِ حج وعمرہ:

[38] عمرہ کے لیے سال کے کسی بھی ماہ اور کسی بھی وقت احرام باندھا جاسکتا ہے۔ (الفتح الرباني: ١١/ ٥١۔ ٥٨)
البتہ حج کے احرام کے لیے مہینے مقرر ہیں۔ [البقرة: ١٨٩، ١٩٧]
جو شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں۔ (بخاري تعليقاً، شافعي، حاكم، دارقطني، بيهقي، طبراني أوسط و صغير)

[39] حج وعمرہ کے لیے جانے والوں کے احرام باندھنے کے مقامات یہ ہیں:

❶ مدینہ سے ہوتے ہوئے آنے والوں کے لیے ذوالحلیفہ (بئرِ علی)۔

❷ اہلِ شام اور اس راہ سے (اندلس، الجزائر، لیبیا، روم، مراکش وغیرہ سے) آنے والوں کے لیے جحفہ (رابغ)۔

❸ اہلِ نجد اور براستہ الریاض۔ الطائف گزرنے والوں کے لیے قرن المنازل (السیل الکبیر یا وادیٔ محرم)۔

❹ اہلِ یمن اور اس راستے سے (جنوبِ سعودیہ، انڈونیشیا، چین، جاوہ، انڈیا اور پاکستان سے) آنے والوں کے لیے یلملم (سعدیہ)۔

❺ ان مقامات سے اندرونی جانب رہنے والوں کے لیے ان کے اپنے گھر ہی میقات ہیں۔ (بخاري ومسلم)

❻ اہلِ عراق اور اس راستے سے (ایران اور براستہ حائل) آنے والوں کا میقات ذاتِ عرق نامی مقام ہے۔ (صحیح مسلم) مصر کے لیے بھی شام والوں کا ہی میقات ہے۔
(نسائي، دارقطني، بيهقي، **نیز دیکھیں**: فتح الباري ٣/ ٣٨٤۔ ٣٩١، الفتح الرباني: ١١/ ١٠٥ وما بعد، المرعاة شرح المشكاة: ٦/ ٢٣٢ ومابعد، فقه السنة)

[40] حج وعمرہ کی نیّت سے مکہ مکرمہ جانے والا اگر احرام باندھے بغیر میقات سے گزر جائے تو واپس لوٹ کر میقات سے احرام باندھ کر جائے یا پھر اندر ہی کہیں سے احرام باندھ لے تو دَم (فدیہ کا بکرا) دے اور اس کا حج وعمرہ صحیح ہوگا۔ (الفتح الرباني والمرعاة)

[41] کسی ذاتی غرض، تجارت، تعلیم، علاج وغیرہ سے جائے اور حج وعمرہ کا ارادہ نہ ہو تو بلا احرام حدودِ حرم میں داخل

ہوسکتا ہے۔ (حوالہ جاتِ سابقہ)

[42] پاک و ہند سے ہوائی جہاز سے آنے والے لوگ احرام کی چادریں اور خواتین احرام کے کپڑے پہن کر چلیں اور جہاز کے عملے کے یہ بتانے پر کہ میقات سے گزرنے لگے ہیں، وہاں سے "لَبَّیْكَ..." پکارنا شروع کردیں۔ ہوائی مسافروں کا جہاز میقات سے گزر کر جدہ آتا ہے، لہٰذا ان کے لیے جدہ میقات نہیں ہے۔ (تنبيهات علىٰ أنّ جدة ليست ميقاتا للشيخ محمد عبدالله بن حميد، و المرعاة: ٦/ ٢٣٥- ٢٣٨)

احرام باندھنے کا طریقہ:

[43] غسل کر کے احرام باندھنا سنت ہے۔
(ترمذي، ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي)
حیض والی عورتیں بھی غسل کر لیں اور احرام باندھ لیں۔ (صحيح مسلم) سردی یا کسی وجہ سے آپ غسل نہ کرسکیں تو بھی

کوئی حرج نہیں۔(شرح مسلم نووي، الفتح الرباني)

[44] غسل یا وضو کر کے احرام کی نیّت کرنے سے پہلے مردوں کا بدن پر خوشبو لگانا جائز ہے، چاہے اس کا اثر بعد میں دیر تک ہی کیوں نہ رہے۔(صحيح بخاري ومسلم)

[45] مرد، دو سفید چادریں لے لیں، جبکہ عورتیں معمول کا صاف ستھرا لباس ہی بطورِ احرام استعمال کریں۔مرد سر کو ننگا رکھیں اور ایسا جوتا پہنیں جو ٹخنوں کو نہ ڈھانپے۔عورتیں دستانے نہ پہنیں اور نہ منہ پر نقاب باندھیں، البتہ غیر محرم لوگوں سے پردہ کریں۔ (أبو داود، ابن ماجه، ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، حاكم، مؤطا مالك)

[46] احرام کے لیے کوئی مخصوص نماز نہیں۔ فرض، اشراق، ضحیٰ، تحیۃ الوضوء یا تحیۃ المسجد کی رکعتیں پڑھ لیں تو وہی کافی ہیں۔ (مجموع فتاوى ابن تيمية: ٢٦/ ١٠٨۔ ١٠٩) بعض

احادیث کی رو سے جمہور علماء کے نزدیک یہ دو رکعتیں مستحب ہیں، ضروری نہیں، اور ان کا وقت احرام باندھنے کے بعد اور "لَبَّيْكَ..." شروع کرنے سے پہلے ہے۔

(صحيح بخاري ومسلم)

[47] صرف عمرہ یا حجِ تمتع کا عمرہ کرنے والا دل میں نیّت کرلے اور یہ الفاظ کہنا بھی ثابت ہے:

((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ عُمْرَةً))

"اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

اور اگر حجِ قِران کرنا ہو تو یہ کہیں:

((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ حَجّاً وَ عُمْرَةً))

"اے اللہ! میں حج وعمرہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔"

صرف حجِ مُفرد (بلاعمرہ) کرنا ہو تو یوں کہیں:

((اَللّٰهُمَّ لَبَّيْکَ حَجّاً))

”اے اللہ! میں حج کے لیے حاضر ہوا ہوں۔“

[48] اس کے بعد تلبیہ کہنا شروع کر دیں، جو یہ ہے:

((لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ، لَا شَرِیْکَ لَکَ)) (بخاري ومسلم)

”میں حاضر ہوں، اے میرے رب! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں۔ بیشک ہر قسم کی تعریف، تمام نعمتیں اور بادشاہی تیرے ہی لیے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔“

ساتھ ہی یہ کہتے جائیں:

((لَبَّیْکَ اِلٰهَ الْحَقِّ لَبَّیْکَ))

(نسائي، ابن ماجه، بيهقي، ابن حبان، ابن خزيمة، دارقطني، حاكم، مسند أحمد، طيالسي)

”میں حاضر ہوں، اے معبودِ برحق! میں حاضر ہوں۔“

تلبیہ بلند آواز سے کہنا چاہیے، حتیٰ کہ خواتین بھی اتنی آواز سے کہیں کہ ان کی ساتھی خواتین سن سکیں۔ لیکن دوسرے مردوں تک ان کی آواز نہ جائے۔ (منسك ابن تيمية بحواله مناسك الحج والعمره للالباني، ص: ١٨)

[49] میقات سے عمرہ کا احرام باندھیں اور عمرہ کر کے احرام کھول دیں۔ معمول کے لباس میں رہیں۔ ۸ ذوالحجہ کو پھر اپنی رہایش گاہ سے حج کا احرام باندھیں اور دس ذوالحجہ کو قربانی کے بعد کھول دیں۔ یہ حجِ تمتّع ہے، جو افضل ترین حج ہے۔ (بخاري و مسلم، **نیز دیکھیں**: نيل الأوطار: ۲/ ٤/ ۳۱۰۔ ۳۱٤، الفتح الرباني: ۱۱/ ۹۵۔ ۹٦)

[50] میقات سے حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھیں اور عمرہ کر کے احرام نہ کھولیں، اسی حالت میں ۸ ذوالحجہ کو منیٰ چلے

جائیں اور ۱۰ ذوالحجہ کو قربانی کے بعد احرام کھول دیں۔ یہ حجِ قِران ہے۔ اگر قربانی کا جانور ساتھ لے لیا ہو تو پھر حجِ قِران کرنا ہی سنت ہے۔

[51] میقات سے حج کا احرام باندھیں، مکہ پہنچ کر طوافِ قدوم وسعی کریں۔ احرام کھولے بغیر منیٰ چلے جائیں اور تمام مناسکِ حج پورے کر کے احرام کھول دیں۔ یہ حجِ مفرد ہے اور اس حج کے ساتھ قربانی واجب نہیں ہے۔

محرّ ماتِ احرام: (وہ اُمور جو احرام کی حالت میں منع ہیں):

[52] احرام کی حالت میں بال کٹوانا، کاٹنا یا نوچنا حرام ہے۔ [البقرة: ۱۹۶] کسی عذر کی وجہ سے بال کٹوانے پڑیں تو اس پر فدیہ ہے، جو چھ مسکینوں کا کھانا یعنی تین صاع (ساڑھے چھے کلوگرام) غلہ بانٹ دو یا تین روزے رکھ لو یا پھر ایک بکرا ذبح کردو۔ (صحیح مسلم)

[53] ناخن کاٹنا، (مردوزن) سلے ہوئے کپڑے پہن لینا، جرابیں پہن لینا، سر ڈھانپنا (مردوں) اور خوشبو لگانا عورتوں اورمردوں کے لیے حرام ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم)

[54] عورتوں کا دستانے پہننا اور نقاب (ڈھاٹا) باندھنا بھی منع ہے۔(صحيح بخاري)

لیکن وہ غیرمحرم لوگوں سے پردہ کریں، جیسا کہ امہات المومنین اورصحابیات رضی اللہ عنہن نے کیا تھا۔

(أبو داود، ابن ماجه، ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي،مسند أحمد، حاكم، موطا مالك)

[55] نکاح اورمنگنی کرنا بھی منع ہے۔(صحيح مسلم)

[56] جنگلی جانوروں کا شکارکرنا بھی منع ہے۔[المائدة: ٩٥ ـ ٩٦] اگرغلطی سے شکارکر بیٹھےتو فدیہ دے۔[المائدة: ٩٥] نیل گائے کے بدلے پالتو گائے اورہرن کے بدلے بکری

ذبح کرے۔ لیکن اگر مالی استطاعت نہ ہوتو ایسے جانوروں کی قیمت لگا کر اس کے برابر غلہ بنایا جائے اور پھر ہر ایک صاع (دوکلو) کے بدلے ایک روزہ رکھیں۔ (تفسیر ابن کثیر مترجم اردو: ۲/۲۲۔۲۷) لگڑ بگھا کے شکار کے بدلے مینڈھا ہے۔

(أبو داود، ترمذي، نسائي، ابن ماجه، ابن حبان، ابن خزيمة، دارقطني، بيهقي، حاكم، مسند أحمد، ابو يعلى[1])

خرگوش کے شکار پر بکری کا ایک سال سے چھوٹا بچہ (موطا مالك، مسند شافعي، بيهقي) جنگلی گدھے کے شکار پر گائے (بيهقي) کبوتر پر بکری (مسند شافعي) لومڑی اور گوہ پر بھی بکری کا ایک سال کا بچہ فدیہ دینا ہے۔ (مسند شافعي)

[57] جماع (ہم بستری)، بوس و کنار، بدکاری و معصیت اور لڑائی جھگڑا بھی منع و حرام ہے۔ [البقرة: ۱۹۷]

جماع سے حج باطل ہوجاتا ہے اور بوس و کنار سے حج باطل تو

نہیں ہوتا مگر اس پر دَم (ایک بکری ذبح کر کے فقرائے مکہ پر بانٹنا) ہے۔(المغنی ٣/ ٣١٠، الفتح الرباني ١١/ ٢٣٣۔ ٢٣٦)

[58] بلاضرورت کنگھی کرنا مکروہ ہے۔ (شرح مسلم نووی ٤/ ٨/ ١٤٠) لیکن اگر کوئی واقعی ضرورت پیش آ جائے تو پھر جائز ہے۔(صحیح بخاري ومسلم)

آدابِ حرمین شریفین:

[59] حدودِ حرمین میں اُگے ہوئے درخت، گھاس اور نباتات کاٹنا ہر حال میں منع ہے۔ البتہ اِذخر نامی گھاس، خود اُگائی ہوئی سبزیات اور سوکھے ہوئے درختوں یا گھاس پھوس کو کاٹنے کی اجازت ہے۔
(صحیح بخاري و مسلم نیز دیکھیں: المغني: ٣/ ٣١٥، ٣١٦)

[60] احرام کی حالت کی طرح حدودِ حرم میں بھی شکار کرنا منع ہے۔ البتہ مرغی و بکری وغیرہ ذبح کرسکتا ہے اور ان کا

گوشت بھی کھا سکتا ہے۔

[61] حدودِ حرم میں گری پڑی چیزوں کا اُٹھانا بھی منع ہے، سوائے اس کے جو اعلان کروانا (یا "دفتر مفقودات و گمشدہ اشیاء" میں جمع کروانا) چاہتا ہو۔ (صحيح بخاري ومسلم)

مباحاتِ احرام (وہ امور جو احرام کی حالت میں جائز ہیں):

[62] غسلِ جنابت کے جواز پر تو تمام علمائے امت کا اجماع ہے۔ (فتح الباري: ٤/ ٥٥۔ ٥٦، الفتح الرباني: ١١/ ٢١٠۔ ٢١٣) محض ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے بھی غسل جائز ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم)

سر کو دونوں ہاتھوں سے مَل کر دھو سکتے ہیں۔ (صحيح بخاري ومسلم) دورانِ غسل اگر سر یا بدن کا کوئی بال خود بخود ٹوٹ کر گر جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (الفتح الرباني: ١١/ ٢١٣، فتاویٰ ابن تیمیه ٢٦/ ١١٦) اس کے لیے کوئی بھی صابن

استعمال کر سکتے ہیں، البتہ احناف کے نزدیک اُس صابن کا خوشبودار نہ ہونا ضروری ہے۔

(الفقه على المذاهب الأربعة: ١/ ٦٥٠ـ ٦٥١، فقه السنة: ١/ ٦٦٦)

سر دھوتے یا نہاتے وقت اگر پانی میں غوطہ لگانے سے سر ڈھک جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مسند شافعی وسنن کبریٰ بیهقي) ضرورت کے مطابق احرام کا کوئی کپڑا بدلا یا دھویا جا سکتا ہے۔(دارقطني، بيهقي، المحلّىٰ ابن حزم)

[63] چھتری، کپڑے، خیمے، درخت یا گاڑی کے چھت وغیرہ کے نیچے سائے میں بیٹھنا جائز ہے۔

(صحيح بخاري ومسلم، نیز دیکھیں: فتاویٰ ابن تيمية: ٢٦/ ١١٢، فقه السنة: ١/ ٦٦٧ـ ٦٦٩)

[64] بوقتِ ضرورت آنکھوں میں سُرمہ یا کوئی دوا لگانا بھی روا ہے۔(صحيح مسلم)

محض زینت کے لیے سُرمہ لگانا مناسب تو نہیں، لیکن اس پر کوئی فدیہ بھی نہیں۔ (المغني: ٣/ ٢٩٥)

[65] مچھلی وغیرہ کا سمندری شکار کرنا اور اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔[المائدة: ٩٦]

[66] بلا قصد وارادہ عورت سے چُھو جانے میں کوئی مضایقہ نہیں۔ (الفتح الرباني: ١١/ ٢٣٦) البتہ شہوت کے ساتھ چُھونا اور بوس و کنار کرنا حرام ہے، جس کی تفصیل محرّماتِ احرام میں گزری ہے۔

[67] موذی جانوروں، سیاہ وسفید کوّے، چیل، بچّھو، چوہے اور کاٹنے والے پاگل کتّے کو (احرام کی حالت اور حرم میں بھی) مارنا جائز ہے۔ (بخاري و مسلم) شیر، چیتا اور بھیڑیا بھی مار سکتے ہیں۔ (مستدرك حاكم، نیز دیکھیں: فتح الباري: ٤/ ٣٦۔ ٣٩) عام گھریلو کالا کوّا اس حکم سے خارج ہے۔ (فتح

الباري: ٤/ ٣٨، فقه السنة: ١/ ٦٧١) مکھی، مچھر، کھٹمل، چیچڑی، چیونٹی اور جوئیں نکال کر پھینک سکتا ہے اور مار دے تو بھی کوئی حرج نہیں، البتہ مارنے سے پھینکنا اچھا ہے۔

(المحلّی ابن حزم: ٧/ ٢٤٥، فتاویٰ ابن تیمیة: ٢٦/ ١١٨، فقه السنة: ١/ ٦٧٠)

[68] احرام کی حالت میں سر کو ڈھانپنا تو منع ہے، جیسا کہ محرّمات میں ذکر ہوا ہے، البتہ منہ ڈھانپ سکتے ہیں۔

(فتح الباري: ٤/ ٥٤۔ ٥٥، شرح مسلم نووي: ٨/ ١٢٦۔ ١٢٩، فقه السنة: ١/ ٦٦٦)

[69] پچھنے اور سینگی لگوانا یا فصد کروانا جائز ہے۔ (صحیح بخاري ومسلم) سر یا جسم کے کسی حصے کو احتیاط کے ساتھ خراش سکتا ہے۔ (بخاري تعلیقاً، مالك و بیهقي موصولًا) اس کے باوجود اگر کوئی بال گر جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ ابن تیمیة: ٢/ ٣٦٨ بحواله حجة النبيﷺ للالباني، ص: ٢٧)

[70] بیلٹ، گھڑی، عینک لگانا، پرس باندھنا، آئینہ دیکھنا، چادر کو گرہ لگانا، عورت کا زیور پہننا اور مرد کا چاندی کی انگوٹھی پہن لینا جائز ہے۔

(بخاري، مالك، ابن حزم، فقه السنة: ١/ ٦٦٨)

[71] پھول یا کسی بُوٹی کی خوشبو سونگھنا، دانت اور داڑھ نکلوانا، مرہم پٹی کروانا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو اتار کر پھینکنا قابلِ مواخذہ نہیں ہے۔ (بخاري، مؤطا مالك، بيهقي، محلّٰی، فقه السنة: ١/ ٦٦٧) بوقتِ ضرورت سر پر کچھ اٹھا لینے سے سر ڈھک جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (فقه السنة: ١/ ٦٦٦)

آدابِ دخول مکہ و مسجدِ حرم:

[72] ممکن ہو تو دخولِ مکہ سے قبل کہیں غسل کریں اور دن کو شہرِ مکّہ میں داخل ہوں، اگر ممکن ہو تو اس دن سے پہلی رات مقامِ ذی طویٰ (آبارِ زاہد) پر گزاریں۔ (بخاري و مسلم)

مکہ میں بالائی جانب (ثنیہ کداء یا ثنیہ علیاء) کی طرف سے داخل ہوں اور مکہ کی زیریں جانب سے نکلیں۔ (صحيح بخاري ومسلم) اگر یہ ممکن نہ ہو تو کسی بھی راستے سے داخل اور نکل سکتے ہیں۔ (أبو داود، ابن ماجه، دارمي، بيهقي، ابن خزيمة، مسند أحمد، مستدرك حاكم)

[73] باب السلام سے ہوتے ہوئے باب بنی شیبہ کے راستے مسجد حرام میں داخل ہوں۔ (ابن خزيمة، بيهقي، مستدرك حاكم) مسجدِ حرام میں داخلے کے وقت بھی دایاں قدم پہلے اندر رکھیں۔ (بيهقي ومستدرك حاكم) اور یہ دعا کریں:

((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) (مسلم)

”اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر درود اور رحمتیں نازل فرما۔

اے اللہ! میرے لیے رحمتوں کے دروازے کھول دے۔“

[74] بیت اللہ شریف (کعبہ شریف) پر نظر پڑے تو اس وقت کے لیے نبی ﷺ سے تو کوئی دعا ثابت نہیں اور جو مشہور ہے، وہ ضعیف ہے۔ البتہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیّب رحمہ اللہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ فَحَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَام))

(ابن أبي شيبة، بيهقي، اخبار مكه ازرقي، كتاب الأم شافعي)

”اے اللہ! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ۔“

[75] کعبہ شریف کو دیکھ کر نبی مکرم ﷺ کا دونوں ہاتھوں کو اٹھانا تو صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتہ مصنف ابن ابی شیبہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح سند سے مروی ہے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

(مناسك الحج و العمره للألباني، ص: ٢٠)

مسائل واحکام اور طریقۂ طواف:

[76] مسجدِ حرام کا تحیہ، طواف ہے، لہٰذا یہاں داخل ہوتے ہی تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں نہ پڑھیں، بلکہ طواف شروع کر دیں۔ ہاں اگر کوئی فرض نماز رہتی ہے تو وہ پہلے پڑھ لیں۔
(المغني: ۳/ ۳۳۳، فقه السنة: ۱/ ۶۹۳)

[77] طواف کے لیے طہارت اور وضو شرط ہے۔
(صحيح بخاري ومسلم)

حیض و نفاس کی حالت میں طواف نہ کیا جائے۔
(صحيح بخاري ومسلم)

[78] سب سے پہلے حجر اسود کے سامنے آئیں، ''بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہتے ہوئے اسے بوسہ دیں اور طواف شروع کر دیں۔ (بخاري و مسلم) اگر بوسہ نہ دے سکیں تو ہاتھ یا چھڑی لگا کر اسے بوسہ دے لیں۔ (بخاري و مسلم) اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور سے ہی تکبیر کہتے ہوئے اشارہ کریں

اور طواف شروع کر دیں۔ (بخاري و مسلم) صرف اشارے کی شکل میں ہاتھ کو بوسہ دینا ثابت نہیں ہے۔ یہ عمل طواف کے ساتوں چکروں میں سات مرتبہ دہرائیں۔

(أبو داود، نسائي، ابن خزيمة، بيهقي، مسند أحمد، حاكم)

یہاں دھکم پیل اور زور آزمائی جائز نہیں۔ بوسہ دینے کے لیے کمزوروں کو تکلیف نہیں دینی چاہیے۔

(أحمد، بيهقي، عبدالرزاق، كتاب الأم شافعي)

[79] طواف کے ہر چکر میں رکنِ یمانی کو بوسہ دینا ثابت نہیں نہ اشارہ کرنا۔ ممکن ہو تو صرف ہاتھ سے چُھونا روا ہے۔

(نيل الأوطار للشوكاني: ٣/ ٥/ ٤٢۔ ٤٣، مناسك الحج و العمرة، ص: ٢٢)

[80] صرف پہلے طواف کے ساتوں چکروں میں مردوں کے لیے اضطباع (دایاں کندھا ننگا کرنا) اور ان میں سے صرف پہلے تین چکروں میں رمل والی چال (آہستہ آہستہ

دوڑنا) ضروری ہے۔ (أبو داود، ترمذي، ابن ماجه، دارمي، بیهقي، مسند أحمد، معجم طبراني کبیر)

رمل سنتِ رسول ﷺ ہے۔ (صحیح بخاري ومسلم) مگر عموماً اس میں بے پروائی کی جاتی ہے جس سے بچنا چاہیے۔

[81] حجرِ اسود اور بابِ کعبہ کی درمیانی دیوار ''ملتزم'' کے ساتھ چمٹنا، اس پر چہرہ، سینہ، ہاتھ اور بازو لگانا اور دعائیں کرنا بھی مسنون عمل ہے۔ (أبو داود، ابن ماجه، دارقطني، بیهقي، مسند أحمد، مصنف عبدالرزاق) اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دخولِ مکہ کے وقت یعنی طواف کے ساتھ ہی کسی وقت کر لیتے تھے۔

(مناسك الحج و العمرة، ص: ٢٣)

[82] طواف، حطیم (حجرِ اسماعیل علیہ السلام کا نیم دائرہ) کے باہر سے گزر کر کرنا چاہیے۔ (بخاري) تا کہ پورے بیت اللہ کا

طواف ہو جس کا حکم ہے۔[الحج: ٢٢]

[83] **حجرِ اسود، رکنِ یمانی اور ملتزم کے سوا پورے بیت اللہ (کعبہ شریف) کے کسی بھی حصے کو بوسہ دینا یا چُھونا یا اشارہ کرنا ثابت نہیں ہے۔** (بخاري و مسلم نیز دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن تیمیة: ٢٦/ ٩٧، مناسك الحج و العمرة، ص: ٢٢)

[84] **دورانِ طواف بلا ضرورت لا یعنی گفتگو نہ کریں، کیونکہ طواف بھی نماز ہی ہے، البتہ اس میں جائز گفتگو حلال ہے۔** (ترمذي، نسائي، ابن حبان، ابن خزيمة، دارمي، طبراني، مسند أحمد، حاكم)

[85] **رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیانی حصے میں یہ دعا کریں:**

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ [البقرة: ٢٠١]

''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا وآخرت کی بھلائیاں
عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔''

(أبو داود، مسند أحمد، ابن حبان، بيهقي، حاكم، عبدالرزاق، ابن أبي شيبة، ابن خزيمة)

باقی سارے چکر اور ساتوں ہی چکروں میں قرآنِ کریم اور صحیح احادیث سے ثابت شدہ کوئی بھی دعا کریں، چاہے اپنی اپنی زبان میں دعائیں مانگیں، کوئی حرج نہیں۔ (ابن تيمية بحواله مناسك الحج و العمرة، ص: ٢٣) سات چکروں کے لیے الگ الگ جو سات دعائیں تجویز کی گئی ہیں، ان کے ''چکر'' میں نہیں آنا چاہیے۔

[86] بیت اللہ کے جتنا قریب ہو کر طواف کریں، اتنا ہی افضل ہے، البتہ بھیڑ کی وجہ سے جہاں بھی ممکن ہو طواف کر لیں، پوری مسجدِ حرام (اور اس کی سب منزلوں) میں طواف صحیح

وجائز ہے۔(التحقيق والإيضاح للشيخ ابن باز، ص: ۳۱)

[87] اگر طواف کے چکروں میں شک ہو جائے تو تھوڑی تعداد پر اعتماد کر کے باقی تعداد کو پورا کرلیں۔(حوالہ سابقہ)

[88] پیدل طواف افضل ہے، مگر سوار ہو کر طواف کرنا بھی جائز ہے۔(صحيح بخاري ومسلم)

[89] طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے اور نہ طواف والی دو رکعتوں کا کوئی وقتِ کراہت ہے، وہ بھی ہر وقت پڑھی جاسکتی ہیں۔
(أبو داود، ترمذي، نسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، بيهقي، دارقطني، مسند أحمد، ابو يعلىٰ، مستدرك حاكم)

[90] استحاضہ (عورت کو خون کا قطرے آتے رہنا) بواسیر، مسلسل پیشاب کے قطرے نکلنے اور مسلسل ہوا خارج ہونے کی بیماری والے لوگ اسی حالت میں طواف و نماز ادا کرسکتے ہیں۔(بخاري و مسلم، فقه السنة: ۱/ ٦٩٦)

[91] دورانِ طواف نماز کا وقت ہو جائے یا بول و براز کی حاجت ہو جائے تو اپنی نماز سے فارغ ہو کر جہاں سے طواف چھوڑا تھا، وہیں سے شروع کرلیں۔ (بخاري مع فتح الباري: ٣/ ٤٨٤، المغني: ٣/ ٣٥٥، فقه السنة: ١/ ٦٩٨)

[92] طواف کے سات چکروں سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم علیہ السلام پر آ جائیں اور یہ پڑھیں:

﴿ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ﴾

''اور مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤ۔'' [البقرہ:١٢٥]

مقامِ ابراہیم کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھ کر دو رکعت نماز پڑھیں۔ (صحيح بخاري ومسلم) اگر ازدحام کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو تو پھر سارے حرم میں کہیں بھی یہ دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ اگر بھول جائیں تو حرم یا خارج از حرم کہیں

بھی ان کی قضا درست ہے۔(فتح الباري ٣/ ٤٨٧) پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت ﴿قُلْ يَآيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ اور دوسری میں: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ پڑھنا مسنون ہے۔

(ابن ماجه، نسائي، بيهقي)

ایک حدیث میں پہلی رکعت میں الاخلاص اور دوسری میں الکافرون آیا ہے۔ (مسلم) مگر قرآنی ترتیب کے مطابق پہلی حدیث ہی ہے۔ یہ دو رکعتیں پڑھ کر وہیں بیٹھے بیٹھے خوب دعا کریں۔

[93] اب آبِ زمزم پئیں، بشرطیکہ روزہ نہ ہو اور اپنے سر پر بھی پانی ڈالیں۔(مسند أحمد)

ایک حدیث میں چہرہ دھونے کا بھی ذکر ہے، مگر وہ روایت ضعیف ہے۔ (اخبار مکہ فاکہی، تخریج سوئے حرم، ص: ۲۸۹) پورا وضو کرنے بلکہ نہانے اور اس میں کفن و نقدی بھگونے

والے اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں۔ آبِ زمزم مریضوں کو پلانا اور ان پر چھڑکنا نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ (تاریخِ کبیر امام بخاري، ترمذي، مسند أبو يعلىٰ، مستدرك حاكم، بيهقي)

[94] زمزم پی کر پھر حجرِ اسود کا استلام (بوسہ، چُھونا یا اشارہ) کریں تاکہ طواف کا اول وآخر نبی ﷺ کی طرح استلام پر ہی ہو۔ پھر بابِ صفا سے صفا پر چلے جائیں۔
(صحيح مسلم)

مسائل واحکام اور طریقۂ سعی:

[95] سعی کا آغاز کرنے کے لیے صفا پہاڑی کے اوپر تک چلے جانا مسنون وافضل ہے۔ وہاں یہ آیت پڑھیں:

﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللهِ﴾

[البقرة: ١٥٨]

''بے شک صفا ومروہ اللہ کے شعائر ونشانیوں میں سے ہیں۔''

ساتھ ہی یہ کہیں:

((اَبْدَءُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ)) (صحیح مسلم)

''میں بھی وہیں سے سعی شروع کرتا ہوں جہاں سے اللہ نے (تذکرہ) شروع فرمایا ہے۔''

صفا پر قبلہ رو کھڑے ہوکر تین مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کہیں اور پھر تین مرتبہ ہی یہ ذکرِ الٰہی دہرائیں:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہی اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

((لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَ هَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ))

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اکیلے نے تمام سرکش جماعتوں کو شکست دی۔'' (صحیح مسلم)

[96] اب یہاں اپنے لیے خوب دعائیں کریں، پھر صفا سے نیچے مروہ کی جانب اترنا شروع کردیں اور جب سبز ستونوں کے وسط میں پہنچیں تو آہستہ آہستہ دوڑیں، یہاں تک کہ اگلے سبز ستون آجائیں، پھر آہستہ آہستہ چلنے لگیں اور مروہ تک پہنچ جائیں۔ (صحیح مسلم)

[97] صفا ومروہ کی سعی کے دوران میں بھی طواف کی طرح صرف ایک دعا ہی مرفوعاً ضعیف مگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے

صحیح سند سے ثابت ہے، جو یہ ہے:

((رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ))

(مصنف ابن أبي شيبة، بيهقي، طبراني أوسط)

’’اے میرے رب! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، تو غالب اور صاحبِ کرم ہے۔‘‘

صفا کی طرح ہی مروہ کے بھی اوپر چڑھ جائیں اور وہاں بھی صفا والا ذکر اور دعائیں کریں۔ (صحيح مسلم) صفا سے مروہ تک ایک اور مروہ سے صفا تک دو اور اسی طرح سات چکر مروہ پر مکمل ہونگے۔ طواف اور سعی کے چکروں میں یہ فرق ہے۔ (صحيح مسلم، نیز دیکھیں: شرح مسلم للنووي: ٤/ ٨/ ١٧٨، الفتح الرباني: ٢١/ ٨٢۔ ٨٣)

[98] صفا و مروہ کی موجودہ صورتِ حال میں حیض و

نفاس والی عورت کا سعی کرنا مناسب نہیں لگتا، کیونکہ یہ ساری جگہ ہی حرم میں شامل لگتی ہے۔ بہرحال اصل مسئلہ یہ ہے کہ صفا ومروہ کی سعی کے لیے طہارت و وضو شرط نہیں ہے۔ (مسلم) گویا باوضو افضل ہے، مگر بلا وضو بھی جائز ہے۔

[99] طواف کی طرح ہی سعی بھی پیدل ہی افضل ہے، مگر سواری کا استعمال بھی جائز ہے۔(صحيح بخاري ومسلم)

[100] سعی مکمل کر کے مروہ سے باہر نکل جائیں اور صرف عمرہ یا حجِ تمتّع کا عمرہ کرنے والے سر منڈوالیں یا سارے سر کے بال ہلکے کروالیں۔ صرف چند جگہوں سے قینچی سے بال کاٹ لینا جائز نہیں ہے۔ عورتیں چوٹی کے بال پکڑ کر انگلی کے پُورے کے برابر کاٹ لیں۔ اس کے ساتھ ہی احرام کھول دیں، آپکا عمرہ مکمل ہوا۔

[101] اگر کوئی قربانی ساتھ لایا ہے اور حجِ قران کر رہا

ہے تو وہ عمرہ مکمل کرلے، لیکن بال کٹوائے نہ احرام کھولے، بلکہ بدستور احرام میں ہی رہے۔ وہ یومِ نحر کو ہی قربانی کے بعد احرام کھولیں گے۔ (صحيح بخاري ومسلم)

البتہ اگر کوئی قربانی ساتھ نہ لایا ہو اور قِران کی نیّت کرلی ہو تو اسے عمرہ کرکے قربانی کی نیّت فسخ کردینی اور تمتّع کی نیّت کرلینی چاہیے اور بال کٹوا کر احرام کھول دینا چاہیے، جیسا کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا تھا۔

(صحيح بخاري ومسلم)

[102] اگر کسی عورت نے عمرے کا احرام باندھا اور طواف سے پہلے ہی اسے حیض آگیا یا زچگی ہوگئی تو وہ پاک ہونے تک طواف وسعی نہ کرے۔ خون بند ہونے کے بعد غسل کرکے طواف وغیرہ کرے اور اگر ۸ ذوالحج تک بھی پاک نہ ہو تو منیٰ چلی جائے۔ اسطرح اس کا یہ ''حجِ قِران'' ہوجائے گا۔

(التحقيق والايضاح، ص: ٣٤)

ایسی عورت اور ہر قارن کے لیے صرف ایک ہی طواف و سعی حج وعمرہ دونوں کے لیے کافی ہے۔(صحيح بخاري ومسلم) اگر ایسی کوئی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرح تنعیم سے عمرہ بھی کر لیتی ہے تو اس کے لیے مثال موجود ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم) یہ صرف ایسے ہی لوگوں کے لیے ہے۔اس سے ''چھوٹا عمرہ'' کی لائینیں لگا دینا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ایک سفر میں بکثرت عمرے سلفِ امت سے ثابت ہیں۔
(زاد المعاد: ٢/ ١٧٠)

مسائل واحکام اور طریقۂ حج

احرامِ حج اور منیٰ کو روانگی:

[103] ۸/ ذوالحج (یومِ ترویہ) کو اپنی رہائش گاہ سے غسل کرکے بدن کو خوشبو لگا کر (لَبَّيْكَ حَجًّا اور پھر تلبیہ کہتے ہوئے) حج کا احرام باندھیں اور منیٰ کو روانہ ہوجائیں۔ (صحيح بخاري ومسلم) نمازِ ظہر و عصر، مغرب وعشاء اور اگلے دن کی فجر وہیں پڑھیں۔ (صحيح مسلم) یہاں ظہر و عصر اور عشا قصر کرکے پڑھنا سنت ہے، اور اس میں مقامی و آفاقی حُجّاج میں کوئی فرق نہیں۔ (التحقيق و الإيضاح، ص: ٢٧) اگر کثرتِ حُجّاج اور ازدحام کی وجہ سے کسی کو منیٰ میں جگہ نہیں

ملتی اور وہ منیٰ کے آخری حصے کے ساتھ ہی مگر منیٰ سے باہر خیمہ لگا لیتا ہے تو اس کا حج صحیح ہے، کیونکہ عذر کی وجہ سے منیٰ میں نہ رہ سکنے کی، نبی ﷺ نے بکریاں چرانے والوں اور اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پانی پلانے کی وجہ سے رخصت دے دی تھی۔ (فتویٰ شیخ العثیمین، مجلّہ الدعوۃ الریاض شمارہ ۱۸۲۸، ۲۴/ ذوالقعدہ ۱۴۲۲ھ، ۷/فروری ۲۰۰۲ء)

عرفات کو روانگی:

[104] ۹/ ذوالحج (یومِ عرفہ) کو سورج نکلنے کے بعد میدانِ عرفات کی طرف روانہ ہوں۔ (صحیح مسلم)

ممکن ہو تو منیٰ سے پہلے وادیٔ نمرہ میں جائیں اور زوالِ آفتاب تک وہیں رہیں۔ (صحیح مسلم) اور زوال کے بعد ساتھ ہی اگلی وادیِ عرنہ میں چلے جائیں، جہاں آج کل مسجدِ نمرہ بنائی گئی ہے۔ وہاں نمازِ ظہر و عصر کی دو دو رکعتیں (قصر)

ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ظہر کے وقت میں جمع تقدیم سے پڑھیں اور پھر عرفات چلے جائیں۔ (صحيح مسلم) اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو سیدھے عرفات ہی چلے جائیں۔

[105] نبی ﷺ نے جبلِ رحمت کے دامن میں وقوف فرمایا۔ اس کے اوپر نہیں چڑھے۔ (صحيح مسلم) نیز فرمایا: ''میں نے یہاں وقوف کیا ہے۔ البتہ سارا میدانِ عرفات ہی جائے وقوف ہے۔'' (صحيح مسلم) حاجیوں کے لیے یومِ عرفہ کا روزہ جائز نہیں۔ (بخاري ومسلم) البتہ ۹/ ذوالحج کا روزہ عام مسلمانوں کے لیے دو سال کے گناہوں کا کفّارہ ہے۔ (صحيح مسلم) میدانِ عرفات میں یہ دن ذکر اور دعائیں کرنے میں گزاریں۔ دعاؤں کے لیے نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ سینے تک اٹھائے تھے۔

(نسائي، ابن خزيمة، مسند أحمد، بيهقي، طبراني)

[106] ”کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ یومِ عرفہ سے زیادہ اپنے بندوں کو جہنم سے رہائی دے۔“ (صحیح مسلم) ”اس دن اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نازل ہوتا ہے اور فرشتوں کے سامنے اہلِ عرفات پر فخر کرتا ہے۔ اور فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہے: میں نے ان سب کو بخش دیا۔“

(شرح السنة بغوي، مسند ابويعلي، صحيح ابن خزيمة، ابن حبان، مسند أحمد)

[107] ایک دعا کو یومِ عرفہ کے لیے نبی ﷺ نے منتخب فرمایا ہے جو یہ ہے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَعَلٰى كُلِّ شَيءٍ قَدِيْرٌ))

(ترمذي، مسند أحمد، موطأ إمام مالك، بيهقي، شرح السنه، مصنف عبدالرزاق، ابن أبي شيبة)

”اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، تمام بادشاہی اور ہر طرح کی حمد وثنا اسی کے لیے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔“

غرض یہ سارا دن قرآن وسنت سے ثابت شدہ مسنون اذکار اور اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرنے میں گزارنا چاہیے۔

مزدلفہ کو روانگی:

[108] غروبِ آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے (مغرب کی نماز پڑھے بغیر) تلبیہ وتکبیرات کہتے ہوئے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائیں، اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع تاخیر اور قصر سے پڑھیں۔ ایک اذان اور دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ اقامت کہیں۔ (صحيح مسلم) دونوں نمازوں کی پانچ فرض رکعتوں کے سوا نبی ﷺ کا وہاں کچھ بھی پڑھنا ثابت نہیں۔ (صحيح بخاري)

علاّمہ ابن قیم کی تحقیق کے مطابق اس دن نبی ﷺ نے نمازِ تہجّد بھی نہیں پڑھی۔ (حجة النبي ﷺ للألباني، ص: ٧٦) صبح نمازِ فجر کے بعد مشعرالحرام کے پاس یا مزدلفہ میں کہیں بھی ذکر و دعا میں مشغول رہیں اور روشنی خوب پھیل جانے پر مگر طلوعِ آفتاب سے تھوڑا پہلے منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔ (صحيح مسلم)

روانگی سے قبل اور فجر کے بعد جمرۂ عقبہ پر رمی کے لیے سات یا کم و بیش کنکریاں چُن سکتے ہیں۔ (صحيح مسلم) اور اگلے دنوں میں روزانہ اکیس کنکریاں منیٰ سے لے کر رمی کر لینا بھی جائز ہے۔ (التحقيق و الإيضاح، ص: ٤٢)

[109] صرف خواتین اور ضعیف لوگوں کو اجازت ہے کہ وہ آدھی رات کے بعد مزدلفہ سے منیٰ جا سکتے ہیں۔ (بخاري ومسلم) مگر جمرۂ عقبہ کی رمی طلوعِ آفتاب کے بعد ہی کرنا ہوگی۔

(أبو داود، نسائي، ابن ماجه، بيهقي، طيالسي، مسند أحمد)

[110] مزدلفہ ومنیٰ کے مابین وادیِ محسّر بھی آتی ہے، جو منیٰ کا ہی حصّہ ہے، جہاں ابرہہ اور اس کے لشکر کو اللہ نے ابابیلوں (پرندوں کے لشکر) سے تباہ کروایا تھا۔ وہاں سے گزرتے وقت تیز تیز نکل جانے کا حکم ہے۔ (صحيح مسلم)

تعجب ہے کہ بعض لوگ وہاں سوئے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔

یومِ نحر وقربانی اوراحرام اتارنا:

[111] ۱۰/ ذوالحج (یومِ نحر) کو سب سے پہلے جمرۂ عُقبہ (بڑے جمرہ) پر رَمی کریں، جو موٹے چنے سے ذرا بڑی سات کنکریوں سے ہوگی۔ کنکریاں ایک ایک کر کے ماریں اور ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہیں۔ (صحيح مسلم) جمرات پر بڑے بڑے کنکر و پتھر اور جوتے مارنا جائز نہیں ہے۔ اس جمرہ کے پاس کھڑے ہوکر دعا کرنا ثابت نہیں۔ (مؤطا امام مالك)

اس جمرۂ عقبہ پر رَمی کرنے کے ساتھ ہی تلبیہ کہنا بند کردیں۔
(صحيح بخاري ومسلم)

[112] منیٰ میں موجود حُجّاج کو نمازِ عید پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ان کی رمی ہی عید کے قائم مقام ہوتی ہے۔(فتاویٰ ابن تيمية: ٢٦/ ١٧٠۔ ١٧١)

[113] رمیِ جمرہ کے بعد قربانی کریں۔(صحيح مسلم) یہ حجِ تمتّع (البقرہ: ١٩٦) اور حجِ قِران والوں کے لیے واجب ہے۔ حجِ مفرد والوں پر قربانی واجب تو نہیں لیکن کرلیں تو کارِثواب ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم) اُونٹ اور گائے میں سات سات حاجی شریک ہوسکتے ہیں۔ (مسلم) البتہ عام مسلمان جب منیٰ کے علاوہ عید الاضحیٰ پر قربانی کریں تو اُونٹ میں دس گھر شرکت کرسکتے ہیں۔(ترمذي، نسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، ابن حبان، معجم طبراني كبير، بيهقي، حاكم)

[114] قربانی کا مسنون وقت جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چار دنوں یومِ نحر و ایامِ تشریق (۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳) تک رہتا ہے۔
(ابن حبان، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، مسند بزار)

[115] قربانی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جانور کو قبلہ رو کر کے (بائیں پہلو پر) لٹائیں اور اس کے دائیں پہلو پر اپنا پاؤں رکھیں اور چُھری چلا دیں۔ (صحيح بخاري ومسلم)

[116] اُونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا اگلا بایاں پاؤں اس کے گھٹنے سے باندھ کر اسے تین ٹانگوں پر کھڑا رہنے دیں۔ (بخاري ومسلم) اور اسے قبلہ رو کر لیں۔
(بخاري تعليقاً، مؤطا امام مالك وسنن كبریٰ بيهقي موصولًا)

اور اس کی گردن کو پیچھے کی طرف موڑ کر اس کی رَسی اس کی دُم سے باندھ دیں اور ذبح و نحر کی دعائیں کرتے ہوئے

اس کی ٹانگوں کی جڑوں اور گردن کے آغاز میں موجود گڑھے میں خنجر یا برچھا مار دیں۔ وہ جلد ہی گر جائے گا۔ قرآنِ کریم میں ان کے اسی طرح زمین پر لگ جانے کا ذکر ہے۔ (الحج: ٣٦)

[117] قربانی کو نحر یا ذبح کرتے وقت یہ اذکار و دعائیں پڑھیں:

* **((بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ))** (صحیح مسلم)

"اللہ کے نام سے، اور اللہ سب سے بڑا ہے۔"

* **((اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَذَا مِنكَ وَلَكَ))** (صحیح مسلم)

"اے اللہ! یہ تیری توفیق سے ملا اور تیری رضاء کے لیے دیا ہے۔"

* **((اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ))** (صحیح مسلم)

"اے اللہ! اسے میری طرف سے قبول فرما۔"

[118] قربانی کا گوشت خود بھی کھانا چاہیے۔[الحج: ٣٦]
یہ نبی ﷺ کی سنّت ہے۔(مسلم)

[119] اگر قربانی دینے کی طاقت نہ ہوتو تین روزے ایامِ حج [ایامِ تشریق میں (صحيح بخاري) یا اس کے بعد مکّہ] میں اور سات واپس اپنے گھر جا کر رکھ لیں۔[البقرة: ١٩٦]

[120] قربانی کے بعد سر منڈوالیں یا بال چھوٹے کروا لیں۔[الفتح: ٢٧]البتہ سر منڈوانا افضل ہے۔(صحيح بخاري ومسلم) عورتوں کے لیے سر منڈوانا جائز نہیں ہے۔
(أبو داود، دارمي، دارقطني، بيهقي، طبراني)
وہ اپنی چوٹی کے بالوں کو اکٹھا کر کے آخر سے تمام بالوں کو انگلی کے پَورے کے برابر کاٹ لیں۔ (المغني: ٣/ ٣٩٥)
ناخن بھی کاٹ لیں تو بہتر ہے۔(زاد المعاد: ٢/ ٢٧٠)

[121] بال کٹوانے کے بعد احرام کھول دیں اور خوشبو

وغیرہ لگائیں۔ (بخاري ومسلم) یہ ''تحلّلِ اول'' ہے۔ اب میاں بیوی کے تعلقات کے سوا تمام پابندیاں ختم ہوگئیں۔

[122] جو لوگ قربانی کے لیے کوپن لیے ہوئے ہوں، وہ جمرۂ عقبہ کی رمی کے بعد بال کٹوائیں اور احرام کھول لیں۔

[123] ۱۰/ ذوالحج کو ہی سب سے اہم کام اور حج کا رکنِ اعظم ''طوافِ افاضہ'' (طوافِ حج یا طوافِ زیارت) کرلیں تو یہی مسنون ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم) اگر بیماری ونقاہت یا حیض وغیرہ کے عذر کی وجہ سے ۱۰/ ذوالحج کو ممکن نہ ہو تو ایامِ تشریق (۱۱،۱۲،۱۳) میں کرلیں۔ ورنہ جب مجبوری زائل ہو تب ہی سہی اور اس تاخیر پر کوئی فدیہ وکفّارہ بھی نہیں ہے۔ (المغني: ۳/ ۳۹٦، بلوغ الأماني ترتيب و شرح مسند أحمدالشيبانی ۱۲/ ۲۰٤ـ ۲۰٥)

[124] اس طواف میں احرام، رمل اور اضطباع نہیں

ہے۔ (أبو داود، ابن ماجه، ابن خزيمة، مستدرك حاكم) حجِ تمتع کرنے والوں کے لیے اس طواف کے بعد صفا ومروہ کے مابین سعی بھی ضروری ہے اور قِران ومفرد والوں کے لیے طوافِ قدوم یا طوافِ عمرہ کے ساتھ کی گئی سعی ہی کافی ہے۔
(ترمذي، ابن ماجه، ابن خزيمة، ابن حبان، بيهقي)

طواف سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیم پر دو رکعتیں پڑھیں۔
(صحيح بخاري تعليقاً، مصنف عبدالرزاق وابن أبي شيبة موصولًا)

اس طواف وسعی کے بعد حاجی کو "تحلّلِ ثانی" یا "تحلّلِ کلّی" حاصل ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کے تعلقات سمیت تمام پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ (صحيح بخاري ومسلم)

ایامِ تشریق اور قیامِ منیٰ:

[125] طوافِ افاضہ کے بعد واپس منیٰ لوٹ جائیں اور ایامِ تشریق کی راتیں وہیں گزاریں۔ (أبو داود، ابن خزيمة،

ابن حبان، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، حاكم) **ان ایام کے دوران مکّہ جانا اور زیارت وطوافِ کعبہ کرنا نبی** ﷺ **سے ثابت ہے۔**(بخاري تعليقاً، معجم طبراني كبير، بيهقي موصولًا)

[126] ان دِنوں تمام نمازیں ان کے اوقات پر مگر قصر اور باجماعت ادا کریں۔(صحيح بخاري ومسلم)

[127] ۱۱، ۱۲ اور ۱۳/ ذوالحج کو زوالِ آفتاب کے بعد تینوں جمرات کو سات سات کنکریوں سے رمی کرنا مسنون ہے۔(ترمذي، ابن ماجه)**صحابہ** رضی اللہ عنہم **کا عمل بھی یہی تھا۔**(بخاري) **پہلے چھوٹے پر رمی کریں اور فارغ ہوکر ایک طرف ہو جائیں اور قبلہ رو ہو کر دعا مانگیں، ایسے ہی درمیانے پر کریں، البتہ بڑے کے پاس دعا ثابت نہیں۔** (صحيح بخاري ومسلم)

[128] اگر کوئی صرف ۱۱۔۱۲ کی رمی کرنے پر ہی اکتفا کرتا ہے، تو اس کے لیے یہ جائز ہے۔[البقرة: ۲۰۳] **۱۲/ ذوالحج کی**

رمی کرکے مغرب سے پہلے پہلے اپنی جگہ سے روانہ ہوجائیں اوراگر وہیں مغرب ہوگئی تو پھر اگلے دن ۱۳ ذوالحج کی رمی کرنا ضروری ہوجائے گا۔ (مؤطا) احناف اور جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔
(موطأ إمام محمد، ص: ۲۳۳، المجموع: ۸/ ۲۸۳ المغني: ۳/ ٤۰۷)

[129] بچوں، بوڑھوں، بیماروں اورعورتوں کے لیے اگرخود جاکررمی کرنے کی گنجایش نہ ہوتو وہ وکیل مقرر کرسکتے ہیں اس سلسلے میں بعض ضعیف احادیث بھی ترمذی، ابن ماجہ، مسنداحمد، ابن ابی شیبہ، اورمعجم طبرانی اوسط میں ہیں۔ (فقه السنة: ۱/ ۷۳۵، المغني: ۳/ ۲۸٦، التحقيق، ص: ۵۰، النيل أيضاً) وکیل پہلے خود اپنی سات کنکریاں ایک ایک کرکے مارے، پھرمؤکلین کی بھی اسی طرح مارے، مٹھی بھرکرکنکریاں پھینک دیں تو یہ رمی شمارنہیں ہوگی۔ (المغني: ۳/ ۲۸٦)

[130] ایامِ تشریق کی راتیں منیٰ میں گزارنا واجب ہے۔ (أبو داود، ابن خزيمة، ابن حبان، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، مستدرك حاكم **نیز دیکھیں**: نيل الاوطار شوكانى ۳/ ۵/ ۸۰) **البتہ بکریاں اور اُونٹ چرانے والوں** (اصحابِ سنن، ابن حبان، ابن خزيمة، دارمي، مسند أحمد، حاكم، مؤطا مالك) **اورحُجّاج کو پانی پلانے کی ذمہ داری نبھانے والوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہما) کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ راتیں منیٰ میں نہ گزارنے کی رخصت دے دی تھی۔**(صحيح بخاري ومسلم)

[131] اگر کسی نے اس واجب کو بلا عذرِ شرعی ترک کردیا تو اسے بعض ائمہ (مالک، شافعی، اور ایک روایت میں امام احمد) کے نزدیک دم دینا پڑے گا، جبکہ امام احمد کی مشہور روایت اور احناف کے نزدیک ترکِ قیامِ منیٰ پر فدیہ نہیں ہے۔(نيل الأوطار: ۳/ ۵/ ۸۰) **لیکن انھیں رمی کرنا ہوگی، ایسے**

لوگ ایک دن بکریاں چرائیں اور ایک دن میں دونوں دنوں کی اکٹھی کنکریاں مارلیں۔

(أصحابِ سنن، ابن حبان، ابن خزيمة، مسند أحمد، مستدرك حاكم، دارمي، مؤطا مالك)

بچوں کا حج وعمرہ:

[132] بچوں کا حج صحیح ہے اور اس کا ثواب بچوں کے علاوہ انھیں حج کروانے والوں (والدین) کو بھی ہوتا ہے۔ (مسلم) عہد نبوی ﷺ اور دورِ خلفاء رضی اللہ عنہم میں سات سال اور کم وبیش عمر کے نابالغ بچوں کو حج کروانے کے کئی واقعات کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ (مسلم) ان کا یہ حج نفلی شمار ہوگا اور بالغ ہونے پر اگر اللہ نے توفیق دے کر حج فرض کردیا تو وہ فرض ادا کرنا ہوگا۔

(المحلّى لابن حزم٧/ ٢٧٦، نيل الأوطار: ٢/ ٤/ ٢٩٤)

[133] میقات پر احرام سے لیکر تمام مناسک انھیں اپنے ساتھ ساتھ پورے کروائیں، سوائے رمی کے، یہ آپ خود ان کی طرف سے کردیں۔ ناسمجھ بچوں سے احرام کے آداب پورے کروائیں، انھیں خوشبو نہ لگائیں، ان کے بال یا ناخن نہ کاٹیں اور اگر وہ کسی معاملے میں کوئی کمی بیشی کردیتے ہیں تو ان پر کوئی دم یا گناہ نہیں ہے۔

(المحلّی: ۷/ ۲۷٦۔ ۲۷۷، المرعاۃ: ٦/ ۲۰۰۔ ۲۰۳)

سمجھدار بچے کو احرام باندھیں اور ناسمجھ بچے کو معمول کے لباس (خواتین کی طرح) میں رکھ کر اسے احرام کے حکم میں داخل کردیا جائے، لیکن افضل واحوط احرام باندھنا ہی ہے۔[1]

---

[1] المرعاة (٦/ ٢٠١) فتح الباري (٤/ ٧١۔ ٧٣) شرح نووي، بداية المجتهد ابن رشد (١/ ٢٥٣) سبل السلام (١/ ٢/ ١٨١) المغني، التحقيق ابن باز (ص: ٢٣) تحفة الأحوذي (٣/ ٤٧٢۔ ٢٧٤) الفتح الرباني (١١/ ٣٠۔ ٣١)

[134] تمتّع اور قِران کرنے والے بچوں کی طرف سے بھی قربانی واجب ہے۔
(الشرح الصغير للدردير: ٢/ ٨۔ حاشيه الدسوقي، المرعاة: ٦/ ٢٠٢)

طوافِ وداع:

[135] مکّہ مکرمہ سے اپنے شہر یا ملک جانے سے پہلے طوافِ وداع کرنا واجب ہے۔ البتہ حیض والی عورت یہ طواف کیے بغیر مکّہ سے روانہ ہوسکتی ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم)
طوافِ وداع میں نہ رمل ہے نہ احرام ہے، نہ اضطباع اور نہ ہی اس کے ساتھ سعی ہے۔ طواف کریں، دو رکعتیں پڑھیں اور روانہ ہوجائیں۔ حرم شریف سے الٹے پاؤں باہر نکلنا سراسر خانہ ساز فعل ہے۔ (مناسك الحج والعمرة للالباني، ص: ٤٣)

احکام وآدابِ زیارتِ مدینہ منورہ:

[136] مسجد نبوی میں نماز کی نیّت سے مدینہ منورہ کا

سفر کیا جائے تا کہ نبی ﷺ کے اس حکم کی خلاف ورزی نہ ہو جس میں آپ ﷺ نے مسجدِ حرام، مسجدِ نبوی اور مسجدِ اقصیٰ کے سوا کسی طرف بغرضِ ثواب رختِ سفر باندھنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم) مدینہ منورہ پہنچ کر مسجدِ نبوی میں جائیں، جہاں ایک نماز کا ثواب ایک ہزار نماز کے برابر ہے۔(صحيح بخاري ومسلم)

پچاس ہزار نماز والی حدیث ضعیف و نا قابلِ حجّت ہے۔ (ابن ماجه)

[137] مسجدِ نبوی میں داخل ہوتے ہی دعائے دخول اور پھر تحیۃ المسجد پڑھیں۔ اگر ممکن ہو تو روضۃ الجنّۃ میں پڑھیں جو قبرِ شریف کے ساتھ ہی سفید ستونوں والی جگہ ہے اور جسے نبی ﷺ نے ''جنّت کا باغیچہ'' قرار دیا ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم) اگر کسی فرض نماز کا وقت ہے تو پہلے با جماعت نماز ادا کرلیں۔

[138] فرض نماز یا تحیۃ المسجد کی دو رکعتوں کے بعد نبی ﷺ کی قبر مقدس کے پاس جائیں اور یوں سلام کریں:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه))

''اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔''

پھر ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر پر انھیں یوں سلام کریں:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَابَكْرٍ))

''اے ابوبکر! آپ پر سلام ہو۔''

اور پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر پر انھیں یوں سلام کہیں:

((اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ))

''اے عمر! آپ پر سلام ہو۔''

(موطأ مالك، عبدالرزاق وابن أبي شيبة، بيهقي، فضل الصلوٰة على النبي ﷺ لاسماعيل القاضي)

[139] نبی ﷺ کی قبرِ مقدس کے درودیوار یا جالیوں اور پوری مسجدِ نبوی کے کسی بھی حصے کو تبرّک کی نیّت سے چُھونا، پھر ہاتھوں کو چہرے اور سینے پر پھیرنا اور چومنا ثابت نہیں ہے۔ امام غزالی، ابن تیمیہ، امام نووی، ابن قدامہ، ملاّ علی قاری، شیخ عبدالحق دہلوی (دیوبندی) اور مولانا احمد رضا خان (بریلوی) نے بھی ان امور کو منع قرار دیا ہے۔[1]

[140] قبرشریف کے پاس شور پیدا کرنا یا طویل عرصے تک رک کر شور کا باعث بننا بھی درست نہیں، کیونکہ یہ ادب گاہِ عالَم ہے اور یہاں آوازوں کو پست رکھنا ضروری ہے۔ [الحجرات: ٢]

---

[1] إحياء علوم الدين غزالي (١/ ٢٤٤) المغني (٣/ ٥٠٠) فتاویٰ ابن تيمية (٢٦/ ٩٧) أنوار البشارات في مسائل الحج و الزيارات فاضل بريلوی (ص: ٢٩) أحكام شريعت فاضل بريلوی حصه سوم، معراج الدراية (ص: ١٢٤) جذب القلوب إلى دار المحبوب شيخ عبدالحق دهلوي (ص: ١٧١-١٧٢)

صلوٰۃ وسلام سے فارغ ہوجائیں تو قبلہ رو ہوکر دعائیں مانگیں۔(التحقیق والایضاح، ص: ٦٧)

[141] حرمِ مکی کی طرح ہی مسجدِ نبوی سے بھی الٹے پاؤں نکلنا ایک خودساختہ فعل ہے، جس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔(مناسك الحج و العمرة، ص:٤٣)

[142] قیامِ مدینہ منورہ کے دوران میں کسی بھی وقت اقامت گاہ سے وضو کر کے جائیں اور مسجدِ قبا میں دو رکعتیں پڑھ لیں۔ اس کا پورے عمرہ کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذي، مسند أحمد، نسائي، ابن ماجه، ابن حبان، حاكم، ابن أبي شيبة، بيهقي، مسند ابو يعلى، تاريخ كبير امام بخاري) مسجدِ قبا کی زیارت سنتِ رسول ﷺ ہے۔(صحيح مسلم)

[143] بقیع الغرقد یا جنت البقیع کی زیارت کر سکتے ہیں اور وہاں عام قبرستان کی زیارت والی دعا کریں۔ ساتھ ان

الفاظ کا اضافہ کردیں:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَ ھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ))

''اے اللہ! اس بقیعِ غرقد کے آسودگانِ خاک کی مغفرت فرمادے۔''

[144] شہدائے اُحد کی زیارت بھی جائز ہے اور وہاں بھی عام زیارتِ قبور والی دعا کریں۔

[145] مدینہ منورہ میں جتنا بھی قیام ممکن ہو جائز ہے۔ چالیس نمازیں پوری کرنے کے لیے ہفتہ بھر رکنا کوئی شرط نہیں، کیونکہ اس کے متعلق بیان کی جانے والی مسند احمد اور طبرانی اوسط والی روایت ضعیف و ناقابلِ استدلال ہے۔
(سلسة الأحاديث الضعيفة للألباني: ١/ ٣٦٦)

[146] دورانِ حج اگر کوئی شخص مقصد بنائے بغیر ضمنی طور پر کوئی تجارت یا مزدوری کرنا چاہے تو یہ جائز ہے۔ (البقرة:

١٩٨، الحج: ٣٨، تفسير ابن كثير: ١/ ٢٨٥، بخاري شريف حديث: ١٧٧) **البتہ اس میں غیر قانونی اشیا غیر قانونی طریقوں سے لانا، ان کا کاروبار کرنا اور کسٹم میں دھوکا دہی کرنا جو عام حالات میں بھی روا نہیں، وہ حج وحُجّاج کے لیے بھی جائز نہیں، ان سے بچیں۔** (جدید فقهی مسائل، مولانا خالد سیف اللّٰہ رحماني، ص: ١٣٠۔ ١٣١)

[147] مکّہ مکرمہ کا اصل تحفہ آبِ زمزم اور مدینہ منورہ کا مبارک ہدیہ عجوہ کھجور ہے، کیونکہ آبِ زمزم ہر غرض ومرض کے لیے مفید ہے۔ (مسند أحمد، معجم طبراني اوسط، ابن أبي شيبة، بيهقي) **یہ کھانے کا کھانا** (صحيح مسلم) **اور بیماری کی دوا ہے۔** (مسند أحمد، طيالسي، بيهقي، معجم طبراني صغير وكبير) **لیکن اس میں کفن یا نقدی کو بھگونا خانہ ساز فعل ہے** (السنن والمبتدعات ص١١٣ وحجة النبی ص١١٩)

عجوہ کھجور کے سات دانے صبح کھالیں تو اس دن زہر اور سحر (جادو) اثر نہیں کرتا۔ (صحيح بخاري ومسلم) یہ شفاء اور زہر کا تریاق ہے۔ (صحيح مسلم) یہ جنّت کا پھل ہے۔
(ترمذي، نسائي، ابن ماجه، دارمي، مسند أحمد و أبو يعلى)

[148] سفر چاہے کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو، یہ عذاب کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، لہٰذا کوئی شخص جب اپنا کام مکمل کرلے تو جلد اپنے اہل وعیال میں لوٹ جائے۔ (بخاري ومسلم) حاجی کا حج سے فارغ ہوکر اپنے اہل وعیال میں جلد لوٹ جانا ہی زیادہ اجر کا باعث ہے۔ (دارقطني، بيهقي، حاكم)

[149] جب واپسی کا سفر اختیار کریں تو سواری پر بیٹھنے، راستے میں قیام کرنے، شہروں کو دیکھنے اونچائی پر چڑھنے اور زیریں جانب اترنے وغیرہ کی دعائیں کرتے آئیں اور جب اپنا شہر نظر آجائے تو یہ دعا کریں:

((آئِبُونَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) (بخاري ومسلم)

''ہم تو تائب ہوکر، سجدہ وعبادت گزاری کا عہد کر کے لوٹ آئے ہیں اور اپنے رب کی تعریفیں کرتے ہیں۔''

[150] اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے ممکن ہو تو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیں۔ (بخاري ومسلم) اور پھر یہ دعا کرتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوجائیں:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلٰی رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا)) (أبو داؤد)

''اے اللہ! میں تجھ سے داخل ہونے، اور نکلنے کی جگہوں کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، تیرا نام لے کر ہم یہاں سے نکلے تھے اور اے ہمارے رب! تجھی پر ہمارا بھروسہ ہے۔''

قربانی وعیدین کے احکام ومسائل

عشرۂ ذوالحج کی فضیلت:

[151] سال کے بارہ ماہ میں سے حرمت والے مہینے چار ہیں۔ [التوبة: ٣٦] جو ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب ہیں۔(صحيح بخاري ومسلم)

اس ماہ کے عشرۂ اول، یومِ عرفہ اور یومِ نحر کی اللہ نے قسمیں کھائی ہیں۔(سورة الفجر: ١، ٢، ٣، تفسير ابن كثير: ٤/ ٣٨٦، سنن كبرى، نسائي، مسند أحمد، مستدرك حاكم)

ان دس دنوں میں کیا گیا عمل، ہر دوسرے عمل سے اللہ کو زیادہ محبوب ہے حتی کہ جہاد سے بھی، الاّ یہ کہ کوئی شرفِ

شہادت سے سرفراز ہوجائے تو اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں۔

(صحيح بخاري)

[152] صرف ایک یومِ عرفہ (۹/ ذوالحجہ) کا روزہ دوسالوں کے گناہوں کا کفّارہ بن جاتا ہے۔ (مسلم) لیکن یہ روزہ ان لوگوں کے لیے جائز نہیں جو میدانِ عرفات میں حج کے لیے موجود ہوں (بخاري ومسلم) اور عیدین (الفطر و الاضحیٰ) کے روزے بھی جائز نہیں۔ (صحيح بخاري ومسلم)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ عشرۂ ذوالحج کے دن، ماہِ رمضان کے عشرۂ اخیرہ کے دنوں سے افضل ہیں۔ ان کے شاگردِ رشید علاّمہ ابن قیم نے اس کی تفصیلی وضاحت اور یومِ ترویہ، یومِ عرفہ، یومِ نحر یا یومِ حجِ اکبر کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں اس عشرۂ ذوالحج کی راتوں سے افضل ہیں کیونکہ ان میں لیلۃ القدر و اعتکاف

ہے۔(فتاویٰ ابن تیمیة: ۲۵/ ۲۸۷۔ ۲۸۹)

[153] ۱۰/ ذوالحج کو ''یومِ نحر'' کے علاوہ ''یومِ حجِ اکبر'' بھی کہا گیا۔

(التوبة: ۳، بخاري مع الفتح: ۸/ ۳۱۷۔ ۳۲۰، مجموعه فتاویٰ ابن تیمیة: ۲۵/ ۲۸۸۔ ۲۸۹)

صرف جمعہ کے دن، یومِ عرفہ آنے والے حج کو ''حجِ اکبر'' یا ''اکبری حج'' کہنا اور اسے ستّر حجوں کے برابر ثواب والی بات خودساختہ اور بلا دلیل ہے۔

قربانیاں:

[154] ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر: ۲] کے کئی معنے بیان کر کے امام ابنِ کثیر نے ترجیح اسی معنیٰ کو دی ہے کہ اس سے مراد قربانی کا ذبح کرنا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: ۵/ ۷۱۱)

یہ سنّتِ رسول ﷺ اور سنّتِ ابراہیم علیہ السلام ہے، جو

اسماعیل علیہ السلام کی قربانی: ﴿وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ﴾ [الصّٰفات: ۱۰۷] کی یاد تازہ کرتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال قربانی دیا کرتے تھے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کے دوران میں بھی قربانی دی۔
(ترمذي، نسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، ابن حبان، بيهقي، مستدرك حاكم، معجم طبراني كبير)

[155] جو شخص طاقت کے باوجود قربانی نہ کرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عیدگاہ سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔
(ابن ماجه، مسند أحمد، دارقطني، بيهقي، مستدرك حاكم)

[156] حاجیوں میں سے ہر چھوٹے بڑے اور مرد و زن پر ایک قربانی ہے، البتہ غیر حاجی ایک گھر والے سبھی افراد ایک قربانی میں شریک ہوتے ہیں۔ (أبو داود، ترمذي، نسائي، ابن ماجه، بيهقي، مسند أحمد، مؤطا مالك و معجم طبراني كبير) ان کی تعداد چاہے ایک سَو یا ایک سَو سے بھی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ (نيل الأوطار: ۳/ ۵/ ۱۲۱)

[157] حج کے موقع پر اُونٹ اور گائے دونوں ہی سات حاجیوں کی طرف سے ہوتے ہیں۔ (صحیح مسلم) البتہ غیر حاجیوں کے لیے گائے سات گھروں کی طرف سے اور اُونٹ دس گھروں کی طرف سے کفایت کرجاتا ہے۔ (ترمذي، نسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، ابن حبان، بيهقي، مستدرك حاكم، معجم طبراني كبير) **ایک گھر سے مراد صرف وہ لوگ ہیں جن کی آمد وخرچ کا سارا حساب کتاب ایک ہی شخص کے ہاتھ میں ہو۔**

[158] قربانی چار دن جائز ہے، یومِ نحر (۱۰/ ذوالحج) اور ایامِ تشریق (۱۱،۱۲،۱۳/ ذوالحج)۔(صحيح ابن حبان، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، مسند بزّار) **اسی بات کی تائید قرآنِ کریم سے بھی ہوتی ہے۔**(الحج:۲۸، تفسير قرطبي: ۳/ ۳۰۲)

قربانی کرنے والے کے لیے ہدایاتِ نبویہ ﷺ:

[159] جو قربانی کرنا چاہے، وہ ذوالحج کا چاند دیکھنے

کے بعد اپنے ناخن اور بال نہ کاٹے۔ (صحيح مسلم) جس میں قربانی دینے کی طاقت نہ ہو اور وہ بھی قربانی دینے والوں کی طرح اپنے ناخن، بال انہی کے ساتھ کاٹے تو بعض روایات کی رو سے اسے بھی قربانی کا ثواب ہوگا۔ (أبو داود، نسائي، ابن حبان، دارقطني، بيهقي، امام حاکم و ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ البتہ شیخ البانی نے اس پر کلام کیا ہے۔ تحقيق المشكاة: ١/ ٤٦٦)

[160] قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے نحر یا ذبح کرنا سنّت ہے۔ (صحيح بخاري ومسلم) حتی کہ عورتیں بھی اپنی قربانی کا جانور خود ذبح کریں جیسا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو اس کا حکم فرمایا کرتے تھے۔
(بخاري و بيهقي تعليقاً و عبدالرزاق و حاكم موصولًا)

فقہی آراء سے قطع نظر عورت کا ذبیحہ حدیثِ رسول ﷺ کی رو سے حلال ہے۔ (بخاري) امام ابن ماجہ نے اس پر "ذبيحة

المرأة“ ”عورت کا ذبیحہ“ کا عنوان قائم کیا ہے۔(ابن ماجه)

[161] گوشت کاٹنے اور بنانے والے کو اجرت کے طور پر قربانی کی کھالیں یا قربانی کا گوشت نہیں دینا چاہیے۔ (صحيح بخاري ومسلم) اور نہ ہی چمڑا یا گوشت بیچنا چاہیے، البتہ چمڑا گھر میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔(مسند أحمد)

[162] قربانی کا وقت نمازِ عید پڑھ لینے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اگر کسی نے نماز سے پہلے ہی جانور ذبح کرلیا تو اس کا گوشت تو حلال ہے مگر قربانی کا ثواب نہیں ہوگا۔ اسے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسرا جانور ذبح کرے۔(صحيح بخاري ومسلم)

ذبح ونحر کا مسنون طریقہ:

[163] پہلے چھُری کو خوب تیز کرلیا جائے، تاکہ جانور کو زیادہ تکلیف نہ ہو۔ (صحيح مسلم) اور چھُری جانور کی آنکھوں کے سامنے تیز نہ کی جائے بلکہ اس سے کہیں چھپا کر

تیز کریں تاکہ اپنی آنکھوں کے سامنے چُھری تیز ہوتے دیکھ کروہ اذیت نہ پائے۔ (مستدرك حاكم، معجم طبراني كبير واوسط، بيهقي، مصنف عبدالرزاق)

[164] اُونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین ٹانگوں پر قبلہ رو (بخاري تعليقاً ومالك وبيهقي موصولًا) کھڑا کیا جائے۔ (الحج: ٣٦ و بخاري عن ابن عباس: قياماً) اگلی بائیں ٹانگ اور ران کو باہم باندھ دیا جائے اور "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ" پڑھ کر اس کے سینے اور گردن کی جڑ کے درمیان والی، گڑھا نما جگہ میں نیزہ یا بَرچھا مارا جائے، جس سے اس کی رگِ جان کٹ جائے۔ (بخاري ومسلم) اور وہ زمین پر لگ جائے۔ (الحج: ٣٦)

اُونٹ میں مستحب تو نحر ہی ہے، لیکن اگر کوئی اسے ذبح کرتا ہے تو بھی جائز ہے۔ (روضة الطالبين و عمدة المفتين امام نووي: ٣/ ٣٠٧، المرعاة: ٧/ ٢٨)

[165] گائے (بھینس اور بھیڑ بکریوں) کو ذبح کیا جائے گا۔ (البقرة: ٦٧) لیکن اگر کوئی گائے بھینس کو نحر کرتا ہے تو بھی حرج نہیں۔ (المرعاة: ٧/ ٢٨)

[166] ہر جانور کو ذبح کرتے وقت قبلہ رو کر لیں، اسے دائیں پہلو پر لٹا لینا چاہیے۔ (بخاري تعليقاً موقوفاً، مؤطا مالك و بيهقي موصولًا موقوفاً، أبو داود، ابن ماجه، دارمي، ابن خزيمة، مسند أحمد، بيهقي، مرفوعاً) اور اس کے اوپر والے پہلو پر اپنا پاؤں رکھیں۔ (بخاري ومسلم)

[167] چُھری چلانے سے پہلے یہ تکبیر وغیرہ پڑھ لیں:

* ((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) (صحيح مسلم)

"اللہ کے نام سے اور اللہ سب سے بڑا ہے۔"

* ((اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ)) (صحيح مسلم)

"اے اللہ! یہ تیری توفیق سے اور تیری ہی رضا کے

لیے ہے۔‘‘

* ((اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا)) (صحيح مسلم)

’’اے اللہ! اسے ہم سے قبول فرما۔‘‘

قربانی کے جانور:

[168] وہ جانور جو حلال ہیں (الأنعام: ١، الحج: ٨، ٣٤) مثلاً بھیڑ، مینڈھا، بکری، بکرا (الأنعام: ١٤٣) اُونٹ، اُونٹنی، گائے اور بیل۔ (الأنعام: ١٤٤) بھینس اور بھینسے کی قربانی کے جواز وعدمِ جواز میں اختلاف ہے۔ ارجح واحوط یہی ہے کہ نہ کی جائے، لیکن اگر کوئی کرتا ہے تو وہ بھی قابلِ ملامت نہیں ہے۔[1]

---

[1] فتاویٰ ثنائیہ (١/ ٥٢٠) و ہفت روزہ الاعتصام ٨/نومبر ١٩٧٤ء مقالہ مولانا عبدالقادر عارف حصاری۔ (قائلینِ جوازِ) فتاویٰ اہلحدیث روپڑی (قائلینِ عدمِ جواز) وللتفصیل: المرعاۃ (٣/ ٣٥٣۔٣٥٤) الاعتصام، عیدالاضحیٰ نمبر ١٩٨٦ء مقالہ حافظ صلاح الدین یوسف)

[169] سب سے افضل قربانی اُونٹ، پھر گائے، پھر مینڈھا (یا دنبہ) اور بکرا ہے۔ (بخاري و مسلم و للتفصيل: الفتح الرباني ٦/ ٥٧، ١٣/ ٦٦۔ ٦٧)

جانوروں میں مطلوبہ اوصاف:

[170] اگر مینڈھا ہوتو خوبصورت اور سینگوں والا ہو۔ (صحيح بخاري ومسلم) **موٹا تازہ ہو۔** (ابن ماجه، مستدرك حاكم، مسند أحمد، مسند بزّار، بيهقي)

[171] قربانی کے جانوروں کو خرید کر پال پوس کر خوب موٹا تازہ کرنا چاہیے۔ (بخاري تعليقاً، مستخرج أبي نعيم موصولًا) **یہ زیادہ باعثِ اجروثواب ہے۔**

[172] خصّی جانور کی قربانی جائز ہے۔
(ابن ماجه، مسند أحمد، حاكم، بيهقي، بزّار)

[173] حاملہ جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔ اگر خرید

لینے کے بعد اور قربانی کرنے سے پہلے ہی وہ شیر دار ہو جائے تو ماں اور بچہ دونوں کو ہی ذبح کردیا جائے۔ قربانی تک اس کا صرف اتنا ہی دودھ پیا جائے جو بچے سے بچ رہے۔
(بيهقي و علل ابن أبي حاتم)

اگر ذبح کرتے وقت اس کے پیٹ سے بچہ مردہ نکل آئے تو اس کے گوشت کے بارے میں کچھ اختلاف ہے، اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اس کے حلال ہونے پر ہی ہے۔ (حياة الحيوان: ۱/ ۱٦، إعلام الموقعين ابن قيّم: ۲/ ۳۷۱، فتاویٰ ابن تيمية: ۲٦/ ۳۰۷، الاعتصام۔عیدالاضحیٰ نمبر ۱۹۸٦ء)

جانوروں کے عیوب ونقائص:

[174] جانور لنگڑا نہ ہو کہ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، آنکھوں سے کانا نہ ہو کہ کانا پن ظاہر ہو، ایسا بیمار نہ ہو کہ جس کی بیماری نمایاں ہو، اور ایسا لاغر وکمزور نہ ہو کہ جس کے جسم میں

چربی اور ہڈی میں گودا نہ ہو۔

(سننِ أربعه، ابن خزيمة، ابن حبان، دارمي، دارقطني، بيهقي، مسند أحمد، حاكم، مؤطا مالك)

[175] اس کا کان سامنے یا پیچھے کی جانب سے کاٹ کر اسے ساتھ ہی لٹکتا نہ چھوڑ دیا گیا ہو، نہ اس کے کان لمبائی میں چیرے ہوئے ہوں اور نہ اس کے کان میں گول سوراخ کیا گیا ہو۔ (حوالہ جاتِ سابقہ)

[176] قربانی کا جانور خریدنے کے بعد اگر اس میں کوئی عیب آجائے تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا۔

(ابن ماجه، مسند أحمد، أبو يعلى، طيالسي، بيهقي، مصنف عبدالرزاق)

البتہ اگر کوئی صاحبِ حیثیت ہے اور جانور بدل لیتا ہے تو یہ افضل ہے، لیکن بلا وجہ جانور بدلنا جائز نہیں۔ (أبو داود، بيهقي، ابن خزيمة۔ متكلّم فيه) الّا یہ کہ اس سے اچھے جانور

کے ساتھ بدلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔
(المحلّى: ٧/ ٣٧٥، المغني: ١١/ ١١١، الإنصاف: ٤/ ٨٩)

جانوروں کی عمریں اور دانت:

[177] جانور انتہائی بوڑھا ہوکر جسم کی چربی سے خالی اور ہڈی کے گودے میں محروم نہ ہو چکا ہو۔
(سننِ اربعه، مسند أحمد، مالك، ابن حبان، بيهقي، دارمي، ابن خزيمة، حاكم، طيالسي، طبراني أوسط)

[178] دودھ کے دو دانت نکال چکا ہو۔ یعنی جذعہ یا کھیرانہ ہو، بلکہ مُسِنّہ یا دو دانتا ہو۔ (مسلم)

اہلِ لغت کے یہاں جِذعہ وہ بکرا، مینڈھا یا دنبہ ہوتا ہے جو اپنی عمر کا ایک سال مکمل کر چکا ہو۔

نبی مکرم ﷺ نے بعض صحابہ (حضرت عقبہ بن عامر اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما) کو چھے ماہ کے بکرے کی قربانی کی اجازت دی تھی، وہ انہی کے ساتھ مخصوص ہے اور عموم کی دلیل

نہیں بن سکتی، جیسا کہ آپ ﷺ کے ارشادِ کے اِن الفاظ سے پتا چلتا ہے:

((ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ، وَلَا رُخْصَةَ لِاَحَدٍ فِيْهَا بَعْدَكَ))[1]

''تم ذبح کرلو، لیکن تمھارے بعد اس کی کسی دوسرے کو اجازت نہیں ہے۔''

فوت شدگان کی طرف سے قربانی:

[179] فوت شدگان کی طرف سے قربانی دی جاسکتی ہے۔ اگرچہ امام ابن المبارک رحمہ اللہ کے بقول زیادہ صحیح یہ ہے

---

[1] للتفصيل نيل الأوطار (٣/ ٥/ ١١٣۔ ١١٥) فتح الباري (١٠/ ٩۔ ١٨) الفتح الرباني (١٣/ ٧١۔ ٧٦) المرعاة (٣/ ٣٥٢۔ ٣٥٣) **الاعتصام لاہور، عید الاضحیٰ نمبر مقالہ مولانا عطاء اللہ حنیف**، عون المعبود شرح أبو داود (٢/ ٥٣) النهاية في غريب الحديث لابن الأثير (١/ ١٧٧) مشارق الأنوار قاضی عیاض (١/ ١٧٩) التعليق الممجد مولانا عبد الحي حنفی (ص: ٤١) بذل المجهود شرح أبو داود مولانا خليل احمد سهارنپوري (٤/ ٧١)

کہ ان کی طرف سے صدقہ دیا جائے اور اگر قربانی دی جائے تو اس کا سارا گوشت تقسیم کردیا جائے۔ (الفتح الرباني: ۱۳/ ۱۰۹۔ ۱۱۲، المرعاة: ۳/ ۳۵۹، فتاویٰ ابن تیمیة: ۲۶/ ۳۰٦)

[180] اگر کسی فوت شدہ کی طرف سے قربانی دیں تو پھر کم از کم دو جانور ذبح کریں۔ ایک فوت شدہ کی طرف سے اور دوسرا اپنی اور اپنے اہلِ خانہ کی طرف سے۔

گوشت کی تقسیم:

[181] قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کے استحباب کا اشارہ قرآنِ کریم سے ملتا ہے کہ خود کھائیں، خوددار محتاجوں کو کھلائیں اور سائل کو بھی کھلائیں۔ (الحج: ۳٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بھی تین حصوں میں ہی تقسیم کیا کرتے تھے اور اِسی کا کہا کرتے تھے کہ ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لیے، دوسرا دوست واحباب اور

پڑوسیوں وغیرہ کے لیے اور تیسرا فقراء و مساکین اور عام محتاجوں کے لیے ہو۔ اوران کا کوئی مخالف بھی نہیں تھا۔ امام ابن کثیر، امام ابن قدامہ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ (تفسير ابن كثير: ٣/ ٤٧٧۔ ٤٧٨، المغني: ٩/ ٤٤٨۔ ٤٤٩، فتاویٰ ابن تيمية: ٢٦/ ٣٠٩، ارواء الغليل: ٤/ ٣٧٤)

[182] غیر مسلم کو بھی قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے کیونکہ سورۃ الحج کی آیت ٣٦ میں حکم عام ہے اور یہ غیر مسلم لوگوں کو بھی شامل ہے، اور ممانعت کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔
(الاعتصام، عیدالاضحیٰ نمبر ١٩٨٦ء مقالہ حافظ صلاح الدین یوسف)

[183] گوشت یومِ نحر اور ایامِ تشریق میں کھایا اور بعد تک بھی رکھا جاسکتا ہے کیونکہ شروعِ اسلام میں ١٣ ذوالحج کے بعد تک گوشت روک رکھنے کی ممانعت تھی لیکن بعد میں اس کی اجازت دے دی گئی تھی۔ (صحيح بخاري ومسلم)

بہر حال تین حصے کر کے اپنا حصہ کھائیں یا رکھ لیں۔ دوسرے دو حصّے تقسیم کر دینا ہی مستحب ہے۔

قرض لے کر قربانی کرنا:

[184] قرض لے کر قربانی کرنا ایک مستحسن فعل ہے اگرچہ یہ واجب نہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیة: ٢٦/ ٣٠٥) اور جو لوگ کاروباری یا نفع آور قرض کے بہانے قربانی چھوڑ دیتے ہیں، ان کا یہ بہانہ بے جا عذرِ لنگ ہے۔

بعض بے ہودہ کوششیں:

[185] قربانی سنّتِ ابراہیمی علیہ السلام اور سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کا تعامل اس کی شرعی حیثیّت کا گواہ ہے، مگر بعض منکرینِ سنّت پرویزیوں نے اس کی شرعی حیثیّت کو مشکوک بنانے کے لیے کئی بے ہودہ قسم کی کوششیں کی ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے جھانسے میں ہرگز

نہیں آنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس سنّت کے احیاء کی توفیق سے نوازے، اوران عیّاروں کی دھوکا دہیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

فلسفۂ عید:

[186] اسلام نے انسان کے فطری جذبۂ اظہارِ مسرّت کے پیشِ نظر سال میں خوشی منانے کے دو مواقع مہّیا کیے ہیں۔ (أبو داود، ترمذي، نسائي، مسند أحمد) پہلا موقع ماہِ رمضان کے اختتام پر، جسے ''عیدالفطر'' کہا جاتا ہے اور دوسرا موقع مناسکِ حج مکمل کرنے اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے عظیم فدایانہ کارنامے کی یادگار (۱۰/ ذوالحج) ہے۔ عید کا دن تقدّس مآب خوشیوں کے ساتھ ساتھ بعض روایات کی رو سے روزہ داروں کی مغفرت وبخشش کا دن ہے۔[1]

[1] شعب الايمان و سنن كبرىٰ بيهقي، الترغيب ابن شاهين، الضعفاء عقيلي، الفردوس ديلمي، كتاب الثواب أبو الشيخ، للتفصيل المرعاة شرح مشكاة: ٤/ ٣٠٩_ ٣١٠)

آغاز وحکمِ عید:

[187] **عیدالفطر کی مشروعیّت عیدالاضحیٰ سے پہلے ۲ھ میں ہوئی۔** (تلخیص الحبیر: ۱/ ۲/ ۷۹، الشرح الكبير للرافعي بحواله الفتح الرباني: ٦/ ۱۹۹)

نمازِ عید احناف کے نزدیک واجب، حنابلہ کے نزدیک فرضِ کفایہ، مالکیہ وشافعیہ اور جمہور اہلِ علم کے نزدیک سنّتِ موکّدہ ہے۔(الفروع شرح المهذّب: ٥/ ۳، الفقه على المذاهب الأربعه، الفتح الرباني: ٦/ ۱۳۹، المغني ۳/ ۲٥۲۔ ۲٥٥) **امام شوکانی، علاّمہ نواب صدیق حسن خان، مولانا عطاء اللہ حنیف اور علاّمہ البانی کا رجحان بھی اس کے وجوب کی طرف ہی ہے۔**

(پندرہ روزہ ترجمان دہلی، عیدالفطر نمبر ۱۹۸٦ء، تمام المنّة، ص: ۳٤٤، الروضة الندية: ۱/ ۱٤۲، نيل الأوطار: ۲/ ۳/ ۳۱۰۔ ۳۱۱)

خوبصورت لباس اور خوشبو:

[188] **بعض صحابہ کے آثار سے پتا چلتا ہے کہ عید کے**

دن غسل کرنا چاہیے۔ (مسند شافعي، مؤطا مالك) **خوبصورت لباس پہننا۔** (کتاب ١١ لأم شافعي، ابن خزيمة) **اور خوشبو لگانا مسنون عمل ہے۔** (حاکم، معجم طبراني كبير، فضائل الاوقات بيهقي) **اچھا لباس پہننے اور خوشبو لگانے (تجمّل) کے بارے میں تو امام بخاری نے مستقل باب قائم کیا ہے:** "باب فی العيدين والتجمّل فيه" **اور پھر اس کے تحت بعض احادیث ذکر کی ہیں۔** (بخاري مع الفتح: ٢/ ٤٣٩) **اور بعض صحابہ سے بھی خوبصورت لباس پہننے کا پتا چلتا ہے۔** (فتح الباری٢/ ٤٣٩)

کچھ کھا کر جانا (عیدالفطر پر) اور آ کر کھانا (عیدالاضحیٰ پر):

[189] **عیدالفطر کے لیے نبی ﷺ وِتر (طاق) تعداد میں کھجوریں کھا کر جایا کرتے تھے۔** (بخاري) **البتہ عیدالاضحیٰ کے دن کچھ کھائے پیے بغیر ہی عیدگاہ جانا اور واپس آ کر اپنی قربانی کا گوشت کھانا مسنون ہے۔** (ترمذي، ابن ماجه،

دارمي، مسند أحمد) **البتہ اس ''سنّت'' کو نصف دن کا روزہ کہنا ایک قطعاً غلط نظریہ ہے، کیوں کہ روزہ صرف وہی ہوتا ہے جو غروبِ آفتاب تک ہو۔**

شہر سے باہر عید:

[190] نبی ﷺ ہمیشہ شہر سے باہر جا کر کھلے میدان میں عید پڑھا کرتے تھے، لہٰذا مسنون وافضل تو یہی ہے۔ البتہ ابو داود، ابن ماجہ اور مستدرک حاکم کی بعض ضعیف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ بارش وغیرہ کا کوئی شرعی عذر ہو تو مسجد میں بھی عید پڑھی جا سکتی ہے۔ (عون المعبود شرح أبو داود: ٤/ ٢٣، تلخيص الحبير: ١/ ٢/ ٨٣، فقه السنة: ١/ ٢١٨)

عورتوں کا عیدگاہ جانا:

[191] نمازِ عید میں شرکت کے لیے عورتوں اور بچوں کو بھی عیدگاہ جانا چاہیے۔ (صحيح بخاري)

حتی کہ حیض والی عورتوں کو بھی نبی ﷺ نے عیدگاہ جانے کا حکم فرمایا کہ وہ نماز میں نہیں، البتہ مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوجائیں۔ (صحیح بخاري ومسلم) بعض علمائے احناف بھی اس کے قائل ہیں۔ (العرف الشذي، ص: ٢٤٤ علّامه انور شاه کشمیری) البتہ عورتیں زرق برق لباس پہن کر اور خوشبو لگا کر نہ جائیں۔ (صحیح مسلم)

پیدل اور سوار:

[192] عیدگاہ کی طرف جانے کے لیے بہتر تو یہی ہے کہ پیدل چل کر جائیں، کیونکہ بعض روایات کا مجموعی مفاد اسی بات کے سنت ہونے کا پتا دیتا ہے۔ (ترمذي، ابن ماجه، سنن سعید بن منصور، بیهقي، کتاب الام شافعي) البتہ کسی سواری پر بیٹھ کر بھی عیدگاہ چلے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔
(صحیح بخاري، باب المشی والرکوب الی العید)

راستہ بدلنا:

[193] عیدگاہ کی طرف جانے اور آنے کے آداب میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جانے اور واپس آنے کے لیے الگ الگ راستہ اختیار کیا جائے، کیونکہ نبی ﷺ کا عملِ مبارک یہی تھا۔(صحيح بخاري)

علّامہ ابن قیّم اور حافظ ابنِ حجر نے راستہ بدلنے کی بیس سے زیادہ حکمتیں ذکر کی ہیں، مثلاً قیامت کے دن دونوں راستوں کا گواہ بن جانا، دونوں راستوں کے جنّ وانس کا گواہ بننا، شوکتِ اسلام کا دونوں راستوں میں اظہار ہونا، یہود ومنافقین کی جلن میں اضافہ اور زیادہ قرابت داروں سے ملاقات کا باعث ہونا وغیرہ۔ (زادالمعاد: ٢/ ٤٤٩، فتح الباري: ٢/ ٤٧٣، الفتح الرباني: ٦/ ١٢١، نيل الأوطار: ٢/ ٣/ ٢٩١، ٢٩٢، غنية الطالبين: ١/ ٢/ ١٠١۔ ١٠٢) لیکن اگر کوئی راستہ نہیں بدلتا تو

بھی کوئی حرج نہیں، کیونکہ راستہ بدلنا واجب نہیں صرف مستحب ہے۔(الفتح الرباني: ٢/ ٤٧٢، نيل الأوطار: ٢/ ٣/ ٢٩١)

تکبیرات کہنا:

[194] عیدالفطر کے لیے عیدگاہ جاتے ہوئے تکبیریں کہتے جائیں اور خطبہ شروع ہونے تک یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ [البقرة: ١٨٥] عیدالاضحیٰ کے لیے ٨/ ذوالحج (یومِ ترویہ) سے لیکر ١٣/ ذوالحج (آخر ایامِ تشریق) تک تکبیریں کہیں۔ [البقرة: ٢٠٣، الحج: ٣٧]

اوقات وانداز:

[195] تکبیرات کے یہی ایام ہیں، ان میں صبح وشام، نمازوں کے بعد، راہ چلتے، مجلس میں بیٹھے، بستر پر لیٹے، ہر وقت تکبیریں کہنا مستحب ہے۔ (بخاري مع فتح الباري: ٢/ ٤٦٢، الفتح الرباني: ٦/ ١٧٠- ١٧٢، فقه السنة: ١/ ٣٢٥) عیدین کی

تکبیرات بلند آواز سے کہنی چاہییں۔(دار قطني، بيهقي، مصنف ابن أبي شيبة) **عورتیں بھی تکبیریں کہیں۔**(صحيح بخاري)

تکبیرات کے الفاظ:

[196] تکبیرات کے الفاظ یہ ہیں:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ))

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اور ہر قسم کی تعریفیں صرف اللہ ہی کے لیے ہیں۔''(ابن أبي شيبة)

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْراً))

(مصنف عبدالرزاق، كتاب العيدين)

”اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ
سب سے بہت ہی بڑا ہے۔“

عید کا وقت:

[197] عید الفطر کو کچھ مؤخر کیا جائے تا کہ فطرانہ ادا کرنے کے وقت میں وسعت ہوجائے اور عید الاضحیٰ کو سورج روشن ہوجانے کے بعد علی الصبح ادا کیا جائے تا کہ قربانی کے وقت میں وسعت ہو۔ (المغني ابن قدامة: ٣/ ٢٦٧) البتہ کسی بھی عید کو صلوٰۃ الضحیٰ کے وقت سے مؤخر نہ کیا جائے۔
(صحيح بخاري تعليقاً با لجزم، أبو داود، ابن ماجه، مستدرك حاكم، بيهقي موصولًا)

بعض متکلّم فیہ روایات کے مطابق عید الفطر کا وقت سورج کے دو نیزے بلند ہوجانے پر اور عید الاضحیٰ کا وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے پر ہے۔ (كتاب الأضاحي

حسن بن أحمد البناكما في إرواء الغليل: ۳/ ۱۰۱، تلخیص الحبیر: ۱/ ۲/ ۸۳، نیل الأوطار: ۲/ ۳/ ۲۹۳) **پوری امت کا تعامل اسی کا شاہد ہے، جبکہ زوالِ آفتاب کے بعد اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔**

نمازِ عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز؟

[198] عیدگاہ میں نمازِ عید سے پہلے یا بعد کوئی سنّت نہیں ہے۔ (بخاري ومسلم) **البتہ اپنے گھر آکر کوئی دو رکعتیں پڑھنا چاہے تو یہ ثابت ہیں۔**

(ابن ماجه، ابن خزيمة، بيهقي، مسند أحمد)

اذان واقامت:

[199] عیدین کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔ (بخاري ومسلم) **اور نہ ہی "اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ" (نماز کی جماعت ہونے لگی ہے) جیسی کوئی صدا وندا۔** (زاد المعاد)

رکعاتِ نمازِ عید:

[200] نمازِ عید کی صرف دو ہی رکعتیں ہیں۔ (صحیح بخاري ومسلم)

کیفیّت وطریقۂ نمازِ عید:

[201] نمازِ عید کی ادائیگی کا طریقہ تو عام دو رکعتوں والا ہی ہے، سوائے اس کے کہ ان میں سے پہلی رکعت میں دعائے استفتاح یا ثناء کے بعد اور دوسری رکعت میں تکبیرِ قیام کے بعد کچھ تکبیریں (اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَر کہنا) عام نماز سے زیادہ ہیں، جنھیں ''تکبیراتِ زوائد'' کہا جاتا ہے۔

[202] ان تکبیراتِ زوائد کی تعداد پہلی رکعت میں تکبیرِ تحریمہ (دارقطني) کے سوا سات اور دوسری میں (تکبیرِ قیام کے سوا) پانچ ہے۔ (أبو داود، حاکم، بیهقي، مسند أحمد، ابن أبي شیبة) اکثر صحابہ وتابعین اور جمہور ائمہ و اہلِ علم اسی

کے قائل ہیں۔

(نيل الأوطار: ٢/ ٣/ ٢٩٨، المجموع: ٥/ ٢٠، فقه السنة: ١/ ٢٢٠)

ابوداؤد، بیہقی، مصنف عبدالرزاق اور مسند احمد کی بعض روایات وآثار میں پہلی رکعت میں (تکبیرِ تحریمہ کے سوا) تین اور دوسری میں (تکبیرِ رکوع کے سوا) تین کا ذکر آیا ہے، لیکن محدّثینِ کرام نے ان روایات وآثار کو ضعیف و نا قابلِ حجّت قرار دیا ہے۔ (عون المعبود: ٤/ ٩، نيل الأوطار: ٢/ ٣/ ٢٩٩۔ ٣٠٠، الفتح الرباني: ٦/ ١٤١۔ ١٤٢، تحفة الأحوذي: ٣/ ٨٦۔ ٨٧)

امام بخاری وترمذی (التلخيص: ١/ ٢/ ٨٤) شیخ عبدالقادر جیلانی (غنية الطالبين، ص: ٢٩٩) اور کبار علمائے احناف میں سے شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی (حجة الله البالغه: ٢/ ٣١) اور مولانا عبدالحیٔ لکھنوی (التعليق الممجد، ص: ١٤١) نے بارہ تکبیروں والے مسلک کی ہی تائید کی ہے۔

[203] یہ تکبیریں سنّت ہیں، جنکے عمداً چھوڑ دینے یا سہواً چھوٹ جانے سے نماز باطل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پر سجدۂ سہو کی ضرورت ہے۔

(المغني: ٣/ ٢٧٥، نيل الأوطار: ٢/ ٣/ ٣٠٠، فقه السنة: ١/ ٣٢٠)

[204] ہر دو تکبیراتِ زوائد کے مابین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حسن بلکہ صحیح اثر کی رو سے یہ کہنا مستحب ہے:

((سُبُحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ))

(معجم طبراني كبير، بيهقي)

''اللہ پاک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے۔''

[205] تکبیراتِ زوائد میں سے ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ذکر بعض احادیث میں آیا ہے۔ (مسند أحمد،

دارمي، طيالسي، بيهقي) صحیح سند سے ثابت ایک اثر میں امام مالک نے بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کا ہی حکم دیا ہے۔ (كتاب العيدين فريابى بحواله الإرواء للالباني: ٣/ ١١٣ـ ١١٤)

[206] نمازِ عیدین کی رکعتوں میں قراءت جہری ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الاعلی ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى﴾ اور دوسری میں الغاشیہ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ﴾ پڑھنی مسنون ہے۔ (مسند أحمد، بيهقي، معجم طبراني كبير، مصنف ابن أبي شيبة) جبکہ پہلی رکعت میں سورۃ القمر اور دوسری میں سورت قٓ پڑھنا بھی مسنون ہے۔(صحيح مسلم)

خطبۂ عید:

[207] نمازِ عیدین کی دو رکعتوں کے بعد امام کا خطبہ دینا سنّت ہے۔ (بخاري ومسلم) خطبے کا آغاز عام خطبہ (اِنَّ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ...) سے ہی ہونا چاہیے، خطبہ کے شروع یا دورانِ خطبہ تکبیریں کہنا ثابت نہیں ہے۔ (زاد المعاد: ١/ ٤٤٧، تمام المنّة، ص: ٣٥١، فقه السنة: ١/ ٣٢٢، المغني)

[208] خطبۂ عید کو خطبۂ جمعہ کی طرح درمیان میں بیٹھ کر، اسے دو حصوں میں کر دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا عید کا خطبہ صرف ایک ہی مسنون ہے۔
(إرواء الغليل: ٣/ ٣٤٨)

[209] عیدگاہ میں منبر لے جانا ثابت نہیں۔ (صحيح بخاري ومسلم) امام کا ویسے ہی اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر خطبہ دینا سنّت ہے۔ (ابن حبان وابن خزيمة) نمازِ عید سے پہلے خطبہ دینے اور منبر پر بیٹھ کر خطبۂ عید کا آغاز عہدِ اموی میں مروان نے کیا تھا۔ (صحيح بخاري ومسلم)

[210] عید کا خطبہ سننا سنّت ہے۔ (صحيح بخاري

ومسلم) اگر کسی عذر وضرورت کی بنا پر کوئی خطبہ سنے بغیر چلا جاتا ہے تو اس کی گنجایش ہے۔

(أبو داود، نسائي، ابن ماجه، دارقطني، بيهقي، مستدرك حاكم، ابن خزيمة، المنتقى لابن الجارود)

نمازِ عید کی دوسری جماعت:

[211] اگر کوئی عیدگاہ پہنچے اور نماز کی جماعت ختم ہوچکی ہو تو اسے اکیلے یا اسی کی طرح بعد میں آنے والے لوگوں کے ساتھ مل کر دوسری جماعت کروالینا چاہیے اور یہ حکم مردوں کی طرح ہی عورتوں کے لیے بھی ہے۔

(صحيح البخاري، باب إذا فاتته العيد يصلّى ركعتين)

[212] ان دونوں رکعتوں کی دوسری جماعت والے بھی تکبیراتِ زوائد بھی کہیں گے۔

(بخاري تعليقاً بالجزم، بيهقي ومصنف ابن أبي شيبة وفريابى موصولًا)

[213] اسی طرح ہی اپنے اہل وعیال کے ساتھ مل کر بھی قضائے عید اپنے گھر میں بھی باجماعت پڑھی جاسکتی ہے۔
(حوالہ جات سابقہ)

دوسرے دن نمازِ عید:

[214] اگر رمضان کا تیسواں روزہ رکھ لیا گیا اور زوالِ آفتاب کے بعد ثقہ لوگوں نے بتایا کہ ہم نے رات چاند دیکھا تھا تو اُسی وقت سبھی روزہ کھول دیں اور اگلے دن نمازِ عید ادا کریں اور امام خطبہ دے، جیسا کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ کیا تھا۔ (أبو داود، نسائي، ابن ماجه، دارقطني، بيهقي، ابن حبان، مسند أحمد) یہ تو عید الفطر کے بارے میں ہے، جبکہ عید الاضحیٰ کو بھی اسی پر قیاس کیا گیا ہے۔
(سبل السلام: ١/ ٢/ ٦٤، نيل الأوطار: ٢/ ٣/ ٣١٠)

عید مبارک کہنے کا مسنون انداز:

[215] عید ملتے وقت عید مبارک، عید مبارک کی بجائے

یہ الفاظ کہیں:

((تَقَبَّلَ اَللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ))[1]

''اللہ ہماری اور آپ کی (عبادات) قبول فرمائے۔''

[216] نمازِ عید کے بعد مصافحہ ومعانقہ (گلے ملنا) ع

رسمِ دنیا بھی ہے، موقع بھی ہے، دستور بھی ہے

مگر شرعاً یہ ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک خودساختہ فعل اور ایجادِ نو ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی حنبلی اور اہلِ حدیث علما نے اس کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ (فتاویٰ علامہ شمس الحق عظیم آبادی صاحب عون المعبود، ص: ۱۱۶۔۱۲۵ مرتبہ مولانا محمد عزیر شمس)

اجتماعِ عید و جمعہ:

[217] کبھی عید و جمعہ یکجا ہو جائیں تو یہ ایک افواہ کے

---

[1] صلاة العيدين محاملي، الترغيب للاصبهاني، للتفصيل تمام المنّة (ص: ٣٥٤۔ ٣٥٦) الجوهر النقي على البيهقي (٣/ ٣٢٠) و أصول الأماني إلى أصول التهاني للسيوطي (ص: ١٠٩) الحاوي.

مطابق ’’بھاری‘‘ ہیں۔ ع

’’یہ اُمت خرافات میں کھوگئی۔‘‘

لیکن نبی ﷺ نے ایک مرتبہ عید و جمعہ کے یکجا ہوجانے پر خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ ’’آج تمھارے لیے دو عیدیں جمع ہوگئی ہیں۔ (أبو داود، نسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، بيهقي، مسند أحمد، حاكم) یہی بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے یکجا آجانے پر فرمائی۔ (بخاري) ایسے ہی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ (أبو داود، نسائي)

[218] ایسے میں نمازِ عید پڑھ لینے والوں سے نمازِ جمعہ کی فرضیّت ساقط ہوجاتی ہے۔ (أبو داود، نسائي، ابن ماجه، ابن خزيمة، بيهقي، مستدرك حاكم، مسند أحمد) البتہ امام کو جمعہ پڑھانا چاہیے، تاکہ جو لوگ پڑھنا چاہیں ان کے لیے انتظام ہو، جیسا کہ نبی ﷺ نے لوگوں (خصوصاً دور سے آنے

والوں) کے لیے رخصت کے اعلان کے ساتھ ہی فرمایا کہ ’’ہم تو جمعہ پڑھیں گے۔‘‘ (حوالہ جاتِ سابقہ)۔ایسے ہی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی کیا۔(صحيح بخاري) اور سیدنا ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی ایسے دن میں نمازِ جمعہ نہیں پڑھائی تھی اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کی تائید کی تھی۔(أبو داود، نسائي)

[219] اجتماعِ عیدو جمعہ کی شکل میں عید باجماعت پڑھیں اور جامع مساجد سے دور کے لوگ اپنی اپنی مساجد میں نمازِ ظہر پڑھ لیں۔ان کے لیے یہی کافی ہے۔قریب والے اور آسانی سے پہنچ سکنے والے جمعہ میں شریک ہوجائیں۔وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ.

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابوعدنان محمد منیر قمر

الحکمۃ الکبریٰ، الخبر ۔الرمزالبریدی:۳۱۹۵۲

(سعودی عرب)

اس کتاب کی طباعت واشاعت میں ہمارے ساتھ
ہمارے دوست جناب انجینئر محمد نسیم حفظہ اللہ
ولد محمد مرسلین رحمہ اللہ
(الخبر ،سعودی عرب ، بحرین ، منشی پورہ ،مئو،انڈیا)
نے اپنے مرحوم والدین غفر اللہ لنا ولہما اور اہلیہ مرحومہ
عابدہ نسیم رحمہا اللہ بنت ڈاکٹر عبد الماجد لاری حفظہ اللہ
کے صدقہ جاریہ کیلئے تعاون کیا ہے۔

غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَهُ وَلِوَالِدَيْنَا وَلِوَالِدَيْهِ وَزَوْجَتِهِ
وَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْراً فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ

ابو عدنان محمد منیر قمر

مکتبہ کتاب وسنت ریحان چیمہ ڈسکہ